جلد ۲۹ | ۳۰ ماہ وفا ۱۳۲۰ ہش | ۴ ماہ رجب ۱۳۶۰ھ | ۳۰ جولائی ۱۹۴۱ء | نمبر ۱۷۱

روزنامہ الفضل قادیان ——— ۴ ماہ رجب ۱۳۶۰ھ

مسلمانوں میں باہمی امداد کے جذبہ کا فقدان

"الفضل" کے اسی پرچہ میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا جو خطبہ جمعہ درج ہے۔ اس میں ایک مقام پر حضور نے افسوس کے ساتھ اس بات کا ذکر فرمایا ہے۔ کہ مسلمانوں میں ایک دوسرے کی ہمدردی اور امداد کا جذبہ مفقود ہو چکا ہے۔ اس کی ایک نہایت ہی عبرت ناک مثال ذیل میں پیش کی جاتی ہے:-

پچھلے دنوں مشرقی بنگال میں باد و باران کے جو طوفان آئے۔ ان سے بے حد نقصان ہوا۔ مکانات گر گئے۔ مال و اسباب تباہ ہو گیا۔ فصلیں برباد ہو گئیں۔ اور اس علاقہ کے فلاکت زدہ لوگ تباہی اور بربادی کی عبرت ناک مثال بن کر رہ گئے۔ ہندو صاحبان فوراً ان حالات کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور ہندو مہاسبھا کے کارکن ہر قسم کا سامان لے کر اس علاقہ میں پہنچ گئے۔ اور ہندوؤں کو امداد دینی شروع کر دی۔ لیکن مسلمان ٹس سے مس نہ ہوئے۔ نہ بنگال کے دوسرے علاقوں کے مسلمانوں نے اپنے صوبہ کے مصیبت زدہ مسلمانوں کی کوئی امداد کی۔ حالانکہ بنگال میں پنجاب کی طرح مسلمانوں کی آبادی دوسرے تمام لوگوں سے زیادہ ہے۔ اور نہ ہندوستان کے دوسرے صوبوں کے مسلمانوں نے ادھر توجہ کی۔ غرض ہندوستان کے کروڑوں مسلمانوں کی کسی انجمن۔ کسی جمعیۃ۔ اور کسی لیگ کو اتنی توفیق نصیب نہ ہوئی۔ کہ بنگال کے مسلمانوں کی امداد کے لئے تھوڑی بہت بھی حرکت کرتیں:-

یہی بات مسلمانوں کے لئے کم شرمناک نہیں ہے۔ کہ وہ اپنے ہم مذہب لوگوں کو انتہائی مصیبت اور تکلیف میں پاکر بھی ان کی امداد کی طرف متوجہ نہ ہوئے اور اتنا بھی خیال نہ کیا۔ کہ اس مصیبت میں عیسائی مشنری۔ اور آریہ پرچارک ان لوگوں کو ارتداد کے گڑھے میں گرانے کی کوشش کریں گے۔ اور دنیا کے ساتھ ان کی آخرت کو بھی تباہ و برباد کر دیں گے۔ لیکن یہ خیال آنا تو الگ رہا۔ مسلمانوں کو اس بات کا گلہ ہے۔ کہ ہندوؤں نے مصیبت زدہ مسلمانوں کی امداد کیوں نہیں کی۔ چنانچہ بنگال کے وزیر مال نے جب ایک موقعہ پر اعلان کیا کہ مہاسبھا مصیبت میں مبتلا لوگوں میں سے صرف ہندوؤں کی اعانت کر رہی ہے۔ اور تباہ حال مسلمانوں کو محروم رکھتی ہے۔ تو ایک مسلمان اخبار نے اس پر بڑے غم و غصہ کا اظہار کرتے ہوئے لکھا:-

"فرقہ وار تعصب کے کئی مراحل ہیں اور یہ مختلف پہلوؤں سے ظاہر ہوتا ہے لیکن خانماں برباد اور بھوکے انسانوں کو محض اس لئے خیرات سے محروم رکھنا کہ وہ مسلمان ہیں۔ تعصب کو ایسی حد تک لے جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے انسان بالکل انسان ہی نہیں رہتا۔ خدا کے نام پر دینا اور اختلاف عقیدہ کی وجہ سے خدا کے بندوں کو اس سے محروم رکھنا اگر دین مذہب اور دھرم ہے۔ تو اس کو دور ہی سے سلام کرنا چاہیئے۔ اگر مہاسبھا یہ کہے کہ بعض حضرات نے اس شرط سے روپیہ دیا ہے۔ کہ اس کو ہندوؤں ہی پر صرف کیا جائے۔ تو ہماری رائے میں مہاسبھا کو چاہیئے تھا۔ کہ ایسے عطایا کو قبول ہی نہ کرتی۔ مہاسبھا کے اس گناہ نے تمام ہندو قوم کو رسوا کر دیا ہے۔"

ہندو قوم کو اس "گناہ" نے رسوا کیا ہے یا نہیں۔ مسلمانوں کو اس "گناہ" نے یقیناً رسوا کیا ہے کہ انہوں نے مصیبت زدہ مسلمانوں کی امداد نہ کی۔ اور نہ صرف امداد نہ کی۔ بلکہ ان کی نمائندگی کا دم بھرنے والے ایک اخبار نے بے غیرتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہندوؤں کو کوسنا شروع کر دیا۔ کہ انہوں نے مسلمانوں کو کیوں "خیرات" سے محروم رکھا۔ کسی مسلمان اخبار نے یہ تو ضرورت نہ سمجھی۔ کہ بنگال کے فلاکت زدہ مسلمانوں کی امداد کی طرف دوسرے مسلمانوں کو توجہ دلاتا۔ اور آپس کی امداد۔ اور ہمدردی کے متعلق اسلامی تعلیم پیش کرتا البتہ ایک اخبار ضرور ایسا نکل آیا۔ جو غیر مسلموں کو مسلمانوں کے کاسۂ گدائی میں خیرات کے ٹکڑے ڈالنے کی تلقین کرنے لگ گیا۔

انا للّٰہ وانا الیہ راجعون:-

گویا مسلمانوں میں باہمی ہمدردی اور مصیبت کے وقت ایک دوسرے کی امداد کرنے کا جذبہ ہی مفقود نہیں ہو چکا۔ بلکہ غیرت اور حمیت کا مادہ بھی اڑ گیا ہے۔ ایک طرف تو خود اپنے بھائیوں کی مصیبت میں امداد کا ہاتھ ان کی طرف نہ بڑھانا۔ اور دوسرے طرف غیروں سے یہ گلہ کرنا کہ انہوں نے مسلمانوں کو "خیرات" کیوں نہیں دی۔ کس قدر عبرتناک منظر پیش کرتا ہے۔ کہاں تو وہ وقت تھا۔ کہ مسلمان جہاں اپنے اسلام کے بھائیوں کی ہر ممکن امداد کرنا اپنا فرض سمجھتے تھے۔ وہاں بلا امتیاز مذہب وملت ہر مصیبت زدہ انسان کی خدمت کرنا فخر سمجھتے تھے۔ اور کہاں یہ وقت کہ مسلمان کہلانے والے غیروں سے خیرات طلب کر رہے ہیں۔ اور انہیں خیرات کرنے کے طریق سمجھاتے ہوئے اپنے آپ کو سب سے زیادہ خیرات کے مستحق ثابت کر رہے ہیں۔

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۸ر وفا ۱۳۲۰ہش۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق سوا نو بجے شب کی ڈاکٹری اطلاع مظہر ہے کہ خدا تعالےٰ کے فضل سے حضور کی طبیعت اچھی ہے الحمد للہ

حرم اول حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کو آج بھی بخار ہے۔ دعائے صحت کی جائے ؛

خاندان حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالےٰ عنہ میں خیر و عافیت ہے۔

آج قریباً دو بجے بعد دوپہر مولوی جان محمد صاحب متوطن ڈسکہ مہاجر محلہ دارالبرکات ۸۲ سال کی عمر میں فوت ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نہایت مخلص احمدی صحابی اور موصی تھے۔ جنازہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے پڑھایا۔ اور مرحوم کو قطعہ صحابہ میں دفن کیا گیا۔ احباب بلندیٔ درجات کے لئے دعا کریں ؛

مولوی چراغ الدین صاحب مبلغ صوبہ سرحد جو چند یوم کی رخصت پر قادیان آئے ہوئے تھے۔ اپنے حلقہ میں واپس چلے گئے ہیں ؛

گزشتہ رات کے پچھلے حصہ میں کسی قدر ترشح ہوا۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے جنازہ پڑھایا

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے ۲۵ جولائی کو بعد نماز جمعہ حسب ذیل متوفیان کا بوجوہ معروفہ جنازہ غائب پڑھایا۔

(۱) محمد حسین صاحب ناظر پنشنر ۸۰ سالہ (صحابی بیعت ۱۸۹۴ء)
(۲) اہلیہ صاحبہ عبد الرحمٰن صاحب علاقہ پونچھ
(۳) چودھری سلطان بخش صاحب امیر جماعت احمدیہ اٹھوال
(۴) عبد المالک صاحب پسر میاں عبد الغنی صاحب سکنہ اوجلہ (میدان جنگ میں گولی لگنے سے وفات ہوئی)
(۵) منشی محمد شفیع صاحب۔ منور آباد
(۶) دو بچگان ماسٹر رکن الدین صاحب ہیڈ ماسٹر مٹھہ خیل
(۷) اہلیہ صاحبہ عبد الحفیظ صاحب سمبڑیال
(۸) خورد سالہ بچہ محمد عبد القادر صاحب مدرس جال
(۹) غلام فاطمہ صاحبہ بنت غلام بی بی صاحبہ قادیان

چندہ جلسہ سالانہ

مجھے نہایت افسوس کے ساتھ عرض کرنا ہے کہ جس رفتار سے یہ چندہ آرہا ہے۔ نہایت ہی غیر تسلی بخش ہے۔ چنانچہ بجٹ منظور شدہ ۲۵ ہزار کے مقابل ابھی تک مشکل سے ایک ہزار روپیہ وصول ہوا ہے۔ احباب جماعت نیز عہدہ داران مقامی توجہ فرمائیں۔
ناظر بیت المال

"امانت تحریک جدید" میں روپیہ کیوں جمع کرایا جائے

(۱) اس لئے کہ "یہ تحریک ایسی اہم ہے۔ کہ میں جب کبھی تحریک جدید کے مطالبات کے متعلق غور کرتا ہوں۔ ان سب میں سے "امانت فنڈ" کی تحریک پر خود بھی حیران ہو جایا کرتا ہوں۔ اور سمجھتا ہوں کہ امانت فنڈ کی تحریک الہامی تحریک ہے۔ کیونکہ بغیر کسی بوجھ اور غیر معمولی چندہ کے اس فنڈ سے ایسے ایسے کام ہوئے ہیں کہ جاننے والے جانتے ہیں کہ وہ ان کی عقل کو حیرت میں ڈال دینے والے ہیں۔"

(۲) اس لئے کہ "اب جو نیا فتنہ (مصری فتنہ) اٹھا تھا۔ اس نے بھی اگر زور نہیں پکڑا تو درحقیقت اس میں بہت حصہ تحریک جدید کے امانت فنڈ کا ہے۔"

(۳) اس لئے کہ جو شخص اس فنڈ میں روپیہ جمع کراتا ہے۔ وہ نہ صرف اپنے لئے سرمایہ جمع کرتا ہے۔ بلکہ اس کا روپیہ اپنے ساتھ ثواب بھی لاتا ہے۔

(۴) اس لئے کہ چونکہ روپیہ سلسلہ کے کام آتا ہے اس لئے اس پر زکوٰۃ نہیں۔

(۵) اس لئے کہ تحریک جدید کی امانت میں اول تو آپ کو کم سے کم تین سال کی مقررہ مدت کے لئے جمع کرنا چاہیئے۔ لیکن اگر اپنے حالات کے ماتحت تین سال کے لئے نہیں تو دو سال یا ایک سال کے لئے امانت تحریک جدید میں روپیہ جمع کرنا شروع کریں۔ اگر آپ کی خواہش یہی ہو کہ معین وقت کے لئے نہیں بلکہ جس وقت ضرورت ہو لینے کی اجازت ہو۔ تو آپ اس فنڈ میں اس طرح بھی جمع کر سکتے ہیں۔ یعنی جب آپ کو ضرورت ہو لے سکتے ہیں۔

(۶) اس لئے کہ امانت تحریک جدید جو روپیہ واپس کرے گی۔ واپسی کا خرچ اپنے پاس سے دے گی۔

(۷) اس لئے کہ ہر ملازم نے تجربہ کر لیا ہوگا۔ کہ وہ اگر بغیر ایسی پابندی کے اپنے لئے کوئی روپیہ جمع کرنا چاہے تو نہیں کر سکتا۔ لیکن اگر امانت تحریک جدید میں ماہوار ایک رقم معین کر کے دیتا چلا جائے تو اس کے لئے جہاں ایک خاصی رقم جمع ہو جائیگی وہاں وہ رقم اس کے لئے حضور کے ارشاد کی تعمیل میں اس امانت میں داخل کرتے رہنے کی وجہ سے ثواب کا موجب بھی ہوگی۔ پس امانت تحریک جدید میں ہر احمدی کو ماہوار رقم جمع کرتے جانا چاہیئے۔ ایک دوست جو سمندر پار جا رہے ہیں انہوں نے اپنے فیملی الاٹمنٹ میں لکھ دیا ہے۔ کہ میرا ساٹھ روپیہ ماہوار جولائی کی تنخواہ سے صدر انجمن میں ارسال کیا جائے۔ اور یہ روپیہ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی امانت تحریک جدید میں رکھنے کی اجازت فرمائیں ؛
فنانشل سیکرٹری تحریک جدید

جماعت احمدیہ کاہنوان کا سالانہ تبلیغی جلسہ

۲۷ر جولائی۔ جماعت احمدیہ کاہنوان کا سالانہ تبلیغی جلسہ زیر صدارت جناب چودھری فتح محمد صاحب سیال نگران اعلےٰ مقامی تبلیغ منعقد ہوا۔ جلسہ میں مولوی محمد اعظم صاحب۔ مولوی محمد سلیم صاحب۔ گیانی عباد اللہ صاحب اور خاکسار نے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ احمدیت کا پیغام۔ صداقت مسیح موعود از روئے سکھ کتب و احمدیت حقیقی اسلام پر تقاریر کیں۔

پہلے اجلاس میں گیانی عباد اللہ صاحب کی تقریر کے بعد ایک سکھ گیانی کے مطالبہ پر اسے وقت دیا گیا۔ گیانی صاحب ایک گھنٹہ تقریر کرنے کے باوجود ہمارے دلائل کی تردید نہ کر سکے۔ بلکہ ادھر ادھر کی باتیں کرنے اور مسلمانوں کو برا بھلا کہنے میں وقت گزار دیا۔ ان کے طرز بیان اور حرکات پر اکثر شریف سکھوں نے برا منایا۔ جلسہ گاہ اور کھانے کا انتظام جماعت احمدیہ کاہنوان کے ذمہ تھا۔ جو نہایت اچھا ؎۴

؎۴ تھا۔ جلسہ کے اختتام پر صاحب صدر نے موجودہ حالات کے متعلق سب مذاہب کے لوگوں کو ان کی ذمہ واریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے گورنمنٹ کی امداد کی اپیل کی اور تحریک کی کہ اس وقت انگریزوں کی روپیہ۔ بھرتی اور پروپیگنڈہ سے مدد کرنا ہندوستان کی مدد کرنا ہے۔ آخر دعا پر جلسہ ختم ہوا۔ خاکسار دل محمد نائب نگران اعلےٰ مقامی تبلیغ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

احمدی طالب علموں سے خطاب

اپنی ذمہ داریاں سمجھو۔ جو خدا تعالےٰ، خلیفۂ وقت سلسلۂ احمدیہ اور صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے تم پر عائد ہوتی ہیں

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

فرمودہ ۲۵ - ماہ وفا ۱۳۲۰ ہش مطابق ۲۵ - جولائی ۱۹۴۱ء

مرتبہ شیخ رحمت اللہ صاحب شاکر

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا

ایک ہفتہ تک

قادیان کے سکولوں اور کالجوں میں چھٹیاں

ہونے والی ہیں۔ کل اسی تقریب پر میں تحریک جدید کے بورڈنگ ہاؤس میں گیا تھا۔ مگر تحریک جدید کے طالب علم اس تعداد کے مقابلہ میں جو قادیان کے مدارس میں تعلیم پاتے ہیں۔ بہت کم ہیں۔ اس لئے وہاں میں طالب علموں اور استادوں کے ایک حصہ کو ہی مخاطب کر سکا تھا۔

اس وقت قادیان کی مختلف درسگاہوں میں قریباً ڈیڑھ ہزار لڑکے یا اس سے کچھ زیادہ تعلیم پاتے ہیں۔ اسی طرح پانچ چھ سو یا اس سے کچھ زیادہ لڑکیاں پڑھتی ہیں۔ گویا

قریباً دو ہزار طالب علم

پڑھتے ہیں۔ چھٹیاں طالب علموں کے لئے کچھ ایسی خوشکن ہوتی ہیں۔ کہ آپ ہی آپ دل میں مسرت کے جذبات کھیلنے لگتے ہیں۔ یہاں کثیر حصہ ایسے طالب علموں کا ہے۔ جن کے ماں باپ دوسرے علاقوں کے رہنے والے ہیں۔ ماں باپ کی محبت اور ان سے ملنے کی خواہش کی وجہ سے ان کو چھٹیوں کا انتظار رہتا ہے

اور جب چھٹیاں آتی ہیں۔ تو ان کے دل خوشی سے بھر جاتے ہیں۔ ایک اور حصہ طالب علموں کا وہ ہے۔ جن کے ماں باپ قادیان میں ہی رہتے ہیں۔ مگر ان کے دل بھی چھٹیوں کی وجہ سے خوشی سے کچھ کم نہیں بھرتے۔ وہ بھی اپنے دلوں میں ایسی ہی خوشی محسوس کرتے ہیں۔ جتنی وہ جنہوں نے ماں باپ کی ملاقات کے لئے واپس جانا ہوتا ہے۔ ایسے طالب علموں میں سے کچھ تو اس لئے خوش ہوتے ہیں۔ کہ

پڑھائی سے فراغت

ہو جائے گی۔ اور خوب کھیلیں گے اور کچھ اس لئے خوش ہوتے ہیں۔ کہ جب دوسرے بچے باہر جائیں گے۔ تو ہمارے ماں باپ بھی ہمیں کہیں باہر بھیج دیں گے چونکہ چھٹیوں کے موقعہ پر طالب علموں کے لئے ریلوے کنسیشن وغیرہ ملتے ہیں۔ اس لئے ایسے بچوں کو بھی ان کے ماں باپ اپنے دوستوں۔ اور رشتہ داروں کے پاس کہیں باہر بھیج دیتے ہیں۔ تا چھٹیوں میں سیر کر آئیں۔ پھر کچھ طالب علم ایسے ہوتے ہیں۔ جنہوں نے نہ تو پڑھائی سے غافل ہونا ہوتا ہے۔ اور نہ انہیں باہر جانے کی کوئی امید ہوتی ہے۔ مگر وہ

چھٹی کے لفظ سے ہی خوش ہوتے ہیں جیسے عید کے دن سینکڑوں وہ لوگ بھی خوش ہوتے ہیں۔ جن کے لئے بظاہر خوشی کی کوئی وجہ نہیں ہوتی۔ وہ غریب ہوتے ہیں۔ اس لئے نہ تو ان کے ہاں کوئی اچھا کھانا پک سکتا ہے اور نہ انہیں

نئے کپڑے

مل سکتے ہیں۔ وہ اسی لئے خوش ہوتے ہیں۔ کہ ان کے ہمسائے خوش نظر آتے ہیں۔ اسی طرح کئی طالب علم اس لئے خوش ہوتے ہیں۔ کہ ان کے ساتھی خوش ہیں۔ بہر حال یہ طالب علموں کے لئے خوشی کے ایام ہوتے ہیں۔

اگر وہ غور کریں۔ تو انہیں معلوم ہو۔ کہ خوشی کیا چیز ہے۔ حقیقی خوشی ہی کامیابی کا موجب ہو سکتی ہے۔

مصنوعی خوشیاں

بسا اوقات دوسرے کے دل میں رقت پیدا کر دیتی ہیں۔ کہتے ہیں کسی بیوہ عورت کا ایک ہی بچہ تھا۔ جو دودھ پیتا تھا۔ مگر ایسی عمر کو پہونچ چکا تھا جب بچہ کچھ کچھ بولنے لگتا۔ اور حرکت کرنے اور چلنے پھرنے لگتا ہے۔ اور اس کا دودھ چھڑانے لگتے ہیں۔ اس کی ماں بیمار تھی۔ اور رات کو مر گئی جب صبح دروازہ نہ کھلا۔ تو ہمسائے آئے۔ اور جب دروازہ کھولا۔ تو دیکھا کہ ماں مری پڑی ہے۔ اور بچہ کبھی اس کے پستان مونہہ میں ڈالتا ہے۔ کبھی اس کے ماتھے پر پیار سے تھپڑ مارتا ہے۔ اور جب وہ اس پر بھی نہیں بولتی۔ تو کھلکھلا کر ہنسنے لگتا ہے۔ وہ سمجھتا تھا۔ کہ میری ماں

میرے ساتھ مذاق

کرتی ہے۔ اس لئے نہیں بولتی۔ اور میرے ہنسنے سے وہ بھی ہنس پڑے گی۔ لوگ اگر صرف اس کی ماں کو مردہ دیکھتے۔ تو شائد ان کو اتنا رونا نہ آتا۔ جتنا کہ اس حالت میں اس کے بچہ کو ہنستا دیکھ کر انہیں آیا ہوگا۔

دنیا کی خوشیاں ایسی ہوتی ہیں، جو درحقیقت رونے کا موجب ہوتی ہیں۔ وہ

جہالت۔ نادانی اور ناواقفی کی خوشیاں

ہوتی ہیں۔ ان میں حصہ لینے والا جانتا نہیں۔ کہ دنیا مجھ پر رو رہی ہے۔ اور میں مصیبتوں میں مبتلا ہوں۔

آج

مسلمانوں کی خوشیاں

دیکھ لو۔ کیا آج مسلمان خوش نہیں ہوتے۔ کیا آج مسلمان قہقہے نہیں لگاتے۔ وہ خوش بھی ہوتے ہیں۔ قہقہے بھی لگاتے ہیں۔ اور ہر وہ کام جو کامیاب قوموں کو زیب دیتا ہے۔ کرتے ہیں۔ وہ میلوں اور تماشوں میں بھی جاتے ہیں۔ ان سب جلسوں وغیرہ میں جو خوشیوں کے اظہار کے لئے ہوتے ہیں۔ شامل ہوتے ہیں۔ وہ شعر و شاعری کا مذاق بھی رکھتے ہیں۔ شعر کہتے۔ اور ایک دوسرے کے شعر سنکر سر دھنتے۔ اور داد دیتے ہیں۔ خوب قہقہے لگاتے ہیں۔ بلکہ ہندوؤں سکھوں۔ اور عیسائیوں سے زیادہ ہنستے ہیں۔ اور ہنستے ہوئے ان کی باچھیں ان قوموں کے لوگوں کی نسبت زیادہ کھلتی ہیں۔ جو حکمران ہیں۔ مگر کیا مسلمانوں کی یہ ہنسی۔ یہ قہقہے۔ اور یہ مسکراہٹیں حقیقی خوشی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ کہاں وہ زمانہ تھا۔ کہ

مسلمانوں کا سر دین اور دنیا دونوں لحاظ سے

سب سے اونچا تھا۔ ایک مسلمان کے قول کو سب سے زیادہ معتبر سمجھا جاتا تھا۔ دوسرے بادشاہوں کی بات پر اتنا اعتبار نہ کیا جاتا تھا۔ جتنا ایک عام مسلمان کی بات پر۔ مسلمان اگر کوئی بات کہدیتا تو لوگ سمجھتے تھے۔ یہ ضرور ہو کر رہے گی۔

ایک مرتبہ اسلامی لشکر شام میں آزنیا کے کنارے پر

عیسائیوں سے سخت جنگ

لڑ رہا تھا۔ بڑی لمبی جنگ کے بعد مسلمانوں کو یہ معلوم ہوا۔ کہ کل ہم فتح حاصل کر لینگے عیسائیوں کو بھی جو محصور تھے یہ سمجھ آگئی۔ کہ اب وہ مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ان کی مقابلہ و مقاومت کی آخری کوشش بھی ناکام ہو چکی ہے۔ اور اب مسلمانوں کی فتح کے راستہ میں کوئی روک نہیں اور وہ کل تک ضرور فتح پالیں گے۔

ایک مسلمان حبشی غلام

چشمہ سے پانی بھر رہا تھا۔ عیسائیوں کا ایک افسر اس کے پاس آیا۔ اور کہا کہ لو میاں اگر ہم قلعہ چھوڑ دیں۔ تو بتاؤ کن شرطوں پر صلح کر لو گے۔ اگر تم یہ یہ باتیں مان لو۔ تو ہم ہتھیار ڈال دیتے ہیں۔ بتاؤ کیا یہ شرائط منظور ہیں۔ وہ بے چارہ ان پڑھ آدمی تھا۔ اس نے سمجھا۔ یہ باتیں منظور ہی ہوں گی۔ جب لڑائی ختم ہو رہی ہے۔ تو ان کے ماننے میں کیا حرج ہے۔ اور اس لئے اس نے کہہ دیا۔ کہ ہاں منظور ہیں۔ اس پر عیسائیوں نے اعلان کر دیا۔ کہ

مسلمانوں کے ساتھ صلح

ہو گئی ہے۔ اور دروازے کھول دیئے جب اسلامی جرنیل پہنچے۔ تو انہوں نے کہا کہ ہم نے تو کوئی صلح کی نہیں۔ تم لوگوں نے کس کے ساتھ صلح کی ہے۔ عیسائیوں نے کہا کہ فلاں حبشی نے ہم سے یہ معاہدہ کیا ہے۔ مسلمان افسروں نے کہا کہ وہ کوئی افسر نہ تھا۔ اور اسے صلح کی شرائط طے کرنے کا کوئی اختیار نہ تھا۔ عیسائیوں نے جواب دیا۔ کہ ہمیں کیا علم تمہارا کون افسر ہے۔ اور کون نہیں۔ ہم سے معاہدہ ہو چکا ہے۔ اور اب تم لوگوں کو اس کی پابندی کرنی چاہیئے۔

اسلامی سپہ سالار

نے حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو سارے واقعہ کی اطلاع دے دی۔ اور لکھا کہ یہ عجیب واقعہ ہوا ہے۔ عیسائیوں نے ہمارے ساتھ چالاکی کی ہے۔ اور ایک حبشی سے بات چیت کر کے دروازے کھول دیئے ہیں۔ اب ہم حیران ہیں نہ ان کی شرطوں کو مان سکتے ہیں۔ اور نہ لڑائی کر سکتے ہیں۔ شرطیں ایسی ہیں جو ہمارے لئے قابل تسلیم نہیں۔ سارا معاملہ آپ کے پیش کیا جاتا ہے۔ آپ اجازت دیں۔ کہ ہم اس ملک پر اسی طرح قبضہ کریں۔ جس طرح ایک فاتح قبضہ کرتا ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جواب دیا۔ کہ آپ نے جو کچھ لکھا درست ہے بے شک مسلمانوں نے سخت جنگ کی۔ اور اس ملک کو فتح کیا۔ اور بے شک عیسائیوں نے دھوکہ کیا ہے۔ مگر میں تمہاری رائے کو تسلیم کر کے اسی طرح ملک پر قبضہ کرنے کی اجازت دیدوں جس طرح فاتح قبضہ کرتا ہے تو لوگ کہیں گے کہ مسلمانوں کے قول کا کوئی اعتبار نہیں۔ وہ

حبشی بہرحال مسلمان ہے

اور میں اس کی بات کو جھوٹا نہیں کر سکتا اس کے منظور کردہ شرائط کے مطابق ہی عیسائیوں سے صلح کی جائے۔ اگر حضرت عمر چاہتے۔ تو اس معاہدہ کو رد کر سکتے تھے۔ اور اس صورت میں دنیا کی کوئی قوم آپ پر اعتراض نہ کر سکتی تھی۔ کیونکہ عیسائیوں نے جو کچھ کیا وہ سراسر دھوکا تھا۔ مگر پھر بھی آپ نے اسے قبول کر لیا۔ اور فرمایا میں نہیں چاہتا کہ لوگ کہیں کہ

مسلمان کی بات جھوٹی

ہو گئی۔ اور کہ مسلمانوں میں ایک حبشی کی بات قابل اعتبار نہیں۔ اور عرب کی ہے کوئی فلسفی کہہ سکتا ہے۔ کہ پھر ایسی مثالیں تو روز پیش آسکتی ہیں۔ اور حکومت کی تباہی کا موجب ہو سکتی ہیں۔ مگر یہ درست نہیں۔ اس قسم کی بات

ایک ہی دفعہ

ہو سکتی ہے۔ اسے اصول کے طور پر تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مرتبہ مجلس میں تشریف فرما تھے۔ اور

جنت کی نعماء کا ذکر

فرما رہے تھے۔ اور بتا رہے تھے کہ وہاں اس طرح روحانی ترقیات عطا ہونگی یوں علوم کی ترقی ہوگی۔ یوں فرشتے نازل ہوں گے۔ اور یہ کہ فلاں فلاں انعامات اللہ تعالےٰ نے میرے لئے مقدر فرمائے ہیں۔ معاً ایک صحابی کھڑے ہوئے اور کہا یا رسول اللہ دعا فرمایئے کہ جنت میں اللہ تعالےٰ مجھے بھی آپ کے ساتھ رکھے۔ آپ نے دعا فرمائی۔ اور فرمایا اللہ تعالےٰ تمہیں بھی ساتھ رکھے گا۔ اب خدا جانے

اس صحابی کا درجہ

کیا تھا۔ اس کے اعمال رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعمال کا لاکھواں کروڑواں حصہ بھی نہ ہوں گے۔ وہ نہ کبھی ایسے اعمال بجا لایا۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بجا لاتے۔ اور نہ وہ عبادتیں کیں جو آپ کرتے تھے۔ صرف ایک فقرہ کہا اور اللہ تعالےٰ نے اس کی خواہش کو قبول فرما لیا۔ اب کوئی معترض کہہ سکتا ہے۔ کہ یہ تو

بڑا آسان کام ہے

جو اٹھا اس نے یہ فقرہ کہہ دیا۔ مگر یہ بات نہیں۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس صحابی کی بات کو سن کر دعا فرمائی۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے اس کی خواہش کو قبول فرما لیا ہے۔ تو ایک اور صحابی اٹھے۔ اور کہا یا رسول اللہ میں بھی چاہتا ہوں۔ کہ جنت میں آپ کا ساتھ حاصل ہو۔ مگر آپ نے فرمایا کہ نہیں وہ پہلی بات تھی۔ جو پوری ہو گئی۔ اب اس کی نقل میں بات کرنے والوں کو یہ مقام حاصل نہیں ہو سکتا۔ غرض ایسے امور میں جو فیصلہ ہو وہ بطور سبق کے ہوتا ہے۔ نہ کہ بطور دوامی دستور کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس

حبشی مسلمان کی بات

صرف اس لئے مان لی۔ کہ اس سے پہلے کوئی اصل قائم نہ ہوا تھا۔ اور آپ ڈرے کہ ایک مسلمان کا قول بے وقعت نہ ہو۔ مگر اس کے یہ معنی نہ تھے۔ کہ آئندہ بھی ایسا فیصلہ تسلیم کیا جایا کرے۔ بہرحال حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مسلمان کی بات کی اتنی قیمت قرار دے دی۔ جس کی مثال نہیں مل سکتی۔ کبھی تو وہ زمانہ تھا۔ اور کبھی

آج یہ زمانہ ہے

کہ مسلمان کی بات ماننے کو کوئی تیار نہیں ہوتا۔ مسلمان کوئی بات کہے تو لوگ کہتے ہیں یہ مسلمان نے کہی ہے۔ معلوم نہیں پوری ہو یا نہ ہو۔ میں ایک دفعہ کشمیر گیا۔ حضرت خلیفہ اول رض کا زمانہ تھا۔

کشمیر میں

لوئیوں کے ٹکڑے رنگ رنگ کر فرش پر بچھانے کے لئے ایک کپڑا بناتے ہیں۔ جسے گبّا کہتے ہیں۔ اسلام آباد میں ایک مشہور گبّا ساز تھا۔ ہم نے بھی اسے ایک گبّا بنانے کا آرڈر دیا۔ اور سائز وغیرہ اچھی طرح بتا دیا۔ جب ہم سیر کرتے کراتے واپس اس شہر میں آئے۔ تو پتہ کیا کہ گبّا تیار ہوا ہے یا نہیں۔ اس نے کہا تیار ہے۔ مگر جب اسے دیکھا۔ تو

سائز میں ۲۵ فیصدی کا فرق

تھا۔ مگر وہ کہے کہ سائز وہی ہے جو آپ نے بتایا تھا۔ غالباً اس کے ساتھ تحریر بھی ہو چکی تھی۔ جس میں سائز درج تھا۔ مگر وہ پھر بھی یہی کہتا جاتا تھا۔ کہ یہ آپ کے بتائے ہوئے

سائز کے مطابق

تیار ہوا ہے۔ محلہ کے لوگ بھی وہاں جمع ہو گئے۔ اور سب نے کہا۔ کہ سائز وہ نہیں۔ جو انہوں نے بتایا تھا۔ مگر ان سب باتوں کے جواب میں

اس کا ایک ہی جواب

تھا۔ کہ میں مسلمان ہندی کشمیری مرد کو مونث کے طور پر بولتے ہیں۔ وہ مذکر کو مؤنث اور مؤنث کو مذکر بولتے ہیں۔ مثلاً کہیں گے چور آئی۔ میری آئی میری بیوی آیا۔ تو وہ صرف یہی جواب دیتا تھا۔ کہ میں مسلمان ہندی یعنی

مَیں مُسلمان ہُوں

مجھے اس کی یہ بات سُنکر بہت غصہ آیا اور میں نے کہا۔ کہ تم یہ کیوں کہتے ہو۔ میں مُسلمان ہُوں۔ اس لئے یہ بددیانتی میرے لئے جائز ہے۔ تم صاف کہو۔ مجھ سے غلطی ہُوئی ہے۔ یا میں نے دھوکا کیا ہے۔ تم اپنے فعل کو مُسلمان ہونے کی طرف کیوں منسُوب کرتے ہو تو

آج یہ حالت ہے

کہ نہ مُسلمانوں کے کسی معاہدہ کا اعتبار ہے۔ اور نہ ان کے کِسی معاملہ کا۔ لین دین ان کا خراب ہو چکا ہے کِسی سے قرض لیں گے۔ تو واپس نہ کریں گے مصیبت زدہ لوگوں کے ساتھ ان کا سلوک ہمدردانہ نہیں۔ ہمسائیوں سے سلوک اچھا نہیں۔ جوش میں آجائیں تو بے شک قربانی کریں گے۔ مگر یہ صرف ایک دو دِن یا ایک دو گھنٹہ تک ہی ہوگی۔ اس سے زیادہ نہیں۔ آج سے تھوڑا ہی عرصہ ہؤا۔

شہید گنج کے گوردوارہ کے متعلق

ان میں کتنا جوش پایا جاتا تھا۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ اب یہ اس کی اینٹ سے اینٹ بجاکر ہی دم لیں گے اور جب تک اس جگہ پر قبضہ نہ کرلیں گے چین سے نہ بیٹھیں گے۔ مگر آج وُہی شہید گنج موجود ہے۔ وُہی سکھوں کا اس پر قبضہ ہے۔ اور حرام ہے۔ مسلمانوں میں اتنی بھی حرکت ہوتی ہو۔ جتنی چیونٹی کے چلنے سے ہوتی ہے۔ بس بات ختم ہوگئی۔

تو آج دیکھو

مُسلمانوں کی حالت

کہاں سے کہاں جا پہونچی ہے۔ وُہ زمانہ جو اسلامی تاریخ کا گرا ہُوا زمانہ سمجھا جاتا ہے۔ آج مسلمانوں میں اس زمانہ کے مسلمانوں جیسے اخلاق بھی نہیں ہیں۔

خلافت عباسیہ کا آخری زمانہ

بڑا دردناک اور بہت تنزل کا زمانہ سمجھا جاتا ہے۔ اس وقت خلفائے عباسیہ کی حیثیت قیدیوں کی سی تھی کبھی ترک۔ کبھی سلجوقی اور کبھی کرد اصل حاکم ہوتے تھے۔ جس طرح ایک زمانہ میں دہلی کے بادشاہ انگریزوں کے ماتحت ہوتے تھے۔ یہ ترک۔ سلجوقی۔ یا کرد حاکم جو چاہتے۔ حکم دے دیتے۔ اور کہہ دیتے۔ کہ خلیفہ نے یُوں فرمایا ہے۔ جس طرح دہلی کے بادشاہوں کو وظائف ملتے تھے اسی طرح خلفائے عباسیہ کو بغداد میں وظائف ملتے تھے۔ مگر اس زمانہ میں بھی

اسلامی غیرت باقی تھی

کیونکہ محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کا جو تمام خوبیوں اور محاسن کے منبع ہیں۔ زمانہ قریب تھا۔ اس زمانہ میں عیسائیوں نے شام پر حملہ کر کے کچھ علاقہ فتح کر لیا۔ عکہ اور اس کے گردونواح پر قابض ہوگئے اس علاقہ میں مسلمان بھی آباد تھے۔ بلکہ سارا علاقہ مُسلمان ہو چکا تھا۔ سوائے ان برطانی۔ اطالوی۔ جرمن اور آسٹرین فوجوں کے جو وہاں تھیں۔ انہوں نے پاس کے اسلامی علاقہ پر حملہ کیا۔ وہاں

کوئی مُسلمان عورت

تھی۔ کِسی عیسائی سے اس کا جھگڑا ہُوا اور عیسائی نے اس کی بے حرمتی کی۔ اس کا برقعہ۔ یا نقاب اتارا گیا۔ اور مارا گیا۔ جب اس کی ہتک کی گئی۔ تو اس عورت نے جو بالکل ناواقف تھی۔ اور جسے کچھ پتہ نہ تھا۔ کہ خلیفہ عباسی کونسا ہے۔ اور کس حالت میں ہے۔ اس نے اپنے کِسی رشتہ دار سے اتنا سُنا ہُوا ہوگا۔ کہ مسلمانوں کا کوئی خلیفہ ہے۔ جو بغداد میں رہتا ہے۔ یہ کہ اس کی حالت کیا ہے وُہ محض

ایک قیدی

ہے۔ اور اس کی کوئی طاقت نہیں۔ یہ اسے علم نہ تھا۔ مارپیٹ کے وقت وُہ چلائی۔ مسلمانوں میں رواج تھا۔ کہ جب نعرہ لگاتے۔ تو یا للمسلمین کہتے۔ یعنی اے مسلمانو! ہم تمہیں پکارتے ہیں۔ اسی طرح اس عورت نے کہا کہ اے مسلمانو!

اے بغداد کے خلیفہ!

میں تم کو پکارتی ہُوں۔ جب اس نے یہ نعرہ لگایا۔ مسلمان تاجروں کا کوئی قافلہ اپنے رستہ پر گزر رہا تھا۔ اسے یہ آواز عجیب معلوم ہُوئی۔ کہ کہاں بغداد کا خلیفہ۔ جو بالکل کمزور اور ایک قیدی کی طرح ہے۔ اور کہاں شام کا یہ علاقہ۔ خلیفہ یہاں اس عورت کی کیا مدد کر سکتا ہے۔ مگر اہلِ قافلہ کے دل پر

ایک چوٹ

لگی۔ قافلہ جب بغداد میں پہونچا۔ تو بازار میں اپنا اسباب وغیرہ اتارنے لگا۔ اس زمانہ میں تجارت چونکہ قافلوں کے ذریعہ ہی ہوتی تھی۔ جب کوئی قافلہ سامانِ تجارت لے کر آتا۔ تو سب امیر وغریب تجارتی چیزوں کو دیکھنے کے لئے بازار میں جمع ہو جاتے تھے۔ وہیں چیزیں دیکھتے۔ اور قافلہ والوں سے سفر کے حالات سنتے تھے قافلہ والوں میں سے کسی نے یہ بات بھی بیان کی۔ کہ اس طرح شام میں ہم نے ایک مسلمان عورت کی آواز سُنی۔ جسے کسی عیسائی نے مارا۔ اور اس کی بے حرمتی کی تھی۔ اس نے خلیفہ کو پکارا۔ اور کہا میں تجھے مدد کے لئے پکارتی ہُوں۔ جس طرح دہلی کے بادشاہوں کے دربار لگتے تھے۔ باوجودیکہ وُہ برائے نام بادشاہ ہوتے تھے۔ اسی طرح

عباسی خلفاء

بھی دربار میں بیٹھتے تھے۔ اس زمانہ میں جو خلیفہ تھا۔ وُہ اپنے دربار میں بیٹھا تھا۔ کہ کسی درباری نے بازار سے یہ بات سُنکر اس کے سامنے بھی بیان کردی۔ اور کہا۔ کہ حضور! یہ عجیب بات اہلِ قافلہ سے معلوم ہُوئی ہے۔ عیسائیوں نے آگے بڑھ کر حملہ کیا ہے مارا۔ کسی عیسائی نے ایک مسلمان عورت کی بے حرمتی کی اور اس عورت نے اس طرح دُہائی دی باوجودیکہ اس وقت اس خلیفہ کی حالت شطرنج کے بادشاہ کی تھی۔ اس نے یہ بات سُنی۔ تو یہ اسے کھا گئی۔ وُہ فوراً تخت سے نیچے اُتر کر ننگے پاؤں چل پڑا۔ اور کہا۔ کہ میں اب واپس نہیں لوٹونگا۔ جب تک کہ اس

مسلمان عورت کا بدلہ

نہ لے لوں۔ اس نے شہر سے باہر آکر خیمہ لگا دیئے۔ شہر میں اور علاقہ میں آگ کی طرح یہ بات پھیل گئی۔ اور مسلمان نوجوان اس کے جھنڈے تلے جمع ہونے لگے۔ آخر یہ لشکر شام کی طرف چلا۔ عیسائیوں پر حملہ کیا۔ اور عیسائیوں نے مسلمانوں سے جو علاقے تلے لے لئے تھے۔ وُہ اُن سے واپس لئے۔ اور اس طرح اس عورت کی دادرسی کر کے خلیفہ عباسی واپس آیا۔

یہی دردِ اسلامی تھا جس نے سینکڑوں سال اسلام کے نام کو اونچا کئے رکھا۔ یہ گرے ہُوئے زمانہ کا حال ہے۔ جب عیسائیت پھر سر نکال رہی تھی۔ جب اسلامی نظام ٹوٹ چکا تھا۔ بلکہ پارہ پارہ ہو چکا تھا۔ مگر

آج کیا ہے؟

نہ بادشاہوں کے دل میں یہ اسلامی درد پایا جاتا ہے۔ اور نہ رعایا کے دل میں۔ ایک اسلامی حکومت بھی تو ایسی نہیں۔ جس نے کبھی اسلامی جذبہ کے ماتحت کسی دوسری اسلامی حکومت کا ساتھ دیا ہو۔ یہ کبھی نہیں ہُوا کہ ترکوں پر کسی دُشمن نے چڑھائی کی۔ کی۔ تو ایران۔ اور افغانستان نے اس کا ساتھ دیا ہو۔ یا ایران پر حملہ ہُوا۔ اور افغانستان اور ترکوں نے اس کی مدد کی ہو۔ یورپ کی

عیسائی حکومتوں میں

یہ بات نظر آتی ہے۔ مگر اسلامی حکومتوں میں نہیں۔ پولینڈ پر حملہ ہؤا۔ تو برطانیہ اور فرانس اس کی طرف سے لڑے

چیکوسلواکیہ پر حملہ ہونے لگا تھا۔ تو برطانیہ۔ فرانس اور روس اس کی طرف سے لڑنے کو تیار ہوگئے تھے۔ جرمنی پر حملہ ہوا تو اٹلی اس کی طرف سے لڑنے کو تیار ہوگیا۔ تو دوسری قوموں میں تو یہ بات ہے۔ مگر مسلمانوں میں نظر نہیں آتی۔ انہوں نے کبھی بھی وہ ہمدردی نہیں دکھائی جو مسلمانوں کے لئے ایک دوسرے سے رکھنی ضروری ہے۔ حالانکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ مسلمان آپس میں

ایک جسم کی طرح

ہیں۔ جب ایک عضو میں تکلیف ہو۔ تو سارا جسم درد محسوس کرنے لگتا ہے۔ ہاتھ کی انگلی میں درد ہو۔ مونہہ کے کسی حصہ میں تکلیف ہو یا پنڈلی پر بھڑ کاٹ جائے تو کیا باقی جسم درد محسوس نہیں کرتا۔ دیکھو آدمی کو نزلہ تو ہوتا ہے ناک میں مگر کس طرح سارا جسم بے چین ہو جاتا ہے۔ کھانسی سینہ میں ہوتی ہے۔ مگر کیا لاتوں اور پیروں کو اس سے کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ جسم کے کسی حصہ پر پھوڑا ہو۔ تو کیا باقی جسم آرام میں ہوتا ہے۔ اگر مسلمان اس چیز کو پیش نظر رکھتے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جو مثال دی تھی اسے صحیح تسلیم کرتے اور جس طرح جسم کے کسی حصہ پر پھوڑا نکلنے سے

تمام جسم بے چین

ہوتا ہے۔ یا نزلہ ہونے کی حالت میں سارا جسم تکلیف محسوس کرتا ہے۔ مسلمان سارے عالم اسلامی کی تکلیف کو اپنی تکلیف محسوس کرتے تو مسلمانوں کو آج یہ دن دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔ مگر میں کہتا ہوں۔

چھوڑ دو پرانے قصوں کو

چھوڑ دو ان لوگوں کو جنہوں نے مرکز اسلام سے مونہہ موڑ لیا۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت دل سے نکال دی۔ تم جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے نیا تعلق پیدا کر رہے ہو۔ جو خدا تعالےٰ سے نیا رشتہ جوڑ رہے ہو۔ تم سوچو کہ کیا تمہارے دلوں کی یہی کیفیت ہے جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمائی تھی۔ تم میں سے کتنے ہیں۔ جن کے دل اپنے

بھائی کی تکلیف

پر اسی طرح دکھ محسوس کرتے ہیں۔ جس طرح جسم کے ایک حصہ پر پھوڑا ہونے سے تمام جسم محسوس کرتا ہے۔

آج میں ساری جماعت کو مخاطب نہیں کرتا۔ بلکہ صرف طالب علموں کو مخاطب کرتا ہوں جو چھٹیاں منانے والے ہیں۔ اور ان سے کہتا ہوں کہ تم قوم کی آئندہ اساس بننے والے ہو۔ تم وہ

بنیادی پتھر

ہو جس پر قوم کی نئی عمارت بننے والی ہے۔ ہمارے مکانات کتنے وسیع ہیں مگر باوجود اس کے کہ کئی بچوں کی شادیاں ہوچکی ہیں۔ اور وہ علیحدہ مکانوں میں چلے گئے ہیں۔ اور اپنے گھر بنالئے ہیں۔ پھر بھی بعض اوقات صحن میں سب کے سونے کے لئے جگہ نہیں ہوتی۔ اور یہ بچے جو اب چھوٹے ہیں۔ جب ان کی شادیاں ہو جائیں گی۔ تو پھر تو شائد بیٹھنے کی بھی جگہ نہ ہوگی۔ یہی حالت قوموں کی ہوتی ہے۔

آنے والی نسلیں

اپنے لئے اور گھر بناتی ہیں۔ وہ پہلوں کے ایمان پر ہی اکتفا نہیں کرتیں۔ بلکہ ایمان کی نئی عمارت تعمیر کرتی ہیں۔ اگر تو ان کے

ایمان کی عمارت

پہلوں سے اچھی ہو۔ تو قوم کی عزت بڑھتی ہے۔ نہیں تو کم ہو جاتی ہے۔ کل بورڈنگ تحریک جدید میں میں نے جو تقریر کی۔ اس میں بتایا تھا کہ ہم سات طالب علم تھے جنہوں نے مل کر رسالہ تشحیذ الاذہان جاری کیا۔ کسی سے کوئی مدد ہم نے نہیں لی۔

ایک پیسہ بھی چندہ کسی سے نہیں مانگا۔

اپنے پاس ہی سے سب رقوم دیں۔ ہاں بعد میں اگر بعض دوستوں نے اپنے طور پر کوئی مدد دی۔ تو وہ لے لی۔ ورنہ سب بوجھ خود ہی اٹھایا۔ کسی سے مضمون بھی نہیں مانگا۔ خود ہی رسالہ کو ایڈٹ کرتے۔ خود ہی چھاپتے اور خود ہی بھیجتے تھے۔ سب کام خود کرتے تھے۔ اور اگر اس زمانہ میں وہ سات طالب علم مل کر یہ کام کرسکتے تھے تو اب ہمارے سکولوں کے ۱۵۰۰ لڑکے مل کر ان سے دو اڑھائی سو گنا زیادہ کیوں نہیں کرسکتے۔ یقیناً کرسکتے ہیں۔ بشرطیکہ ان کے دلوں میں وہی جوش ہو۔ بلکہ

ان میں پہلوں سے زیادہ جوش ہونا چاہیئے۔

کیونکہ جسے بنا بنایا کام مل جائے اسے اس کو آگے چلانے میں بہت سی سہولتیں اور آسانیاں ہوتی ہیں ؛

پس میں آج طالب علموں اور استادوں سے بھی کہ ان کی ذمہ واریاں بھی بہت زیادہ ہیں کہتا ہوں۔ کہ

اپنی ذمہ واریوں کو سمجھیں

جو خدا تعالےٰ کی طرف سے۔ سلسلہ کی طرف سے۔ صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے اور خلیفۂ وقت کی طرف سے ان پر عائد ہوتی ہیں۔ اب جو تم چھٹیوں پر جاؤ۔ تو وہ ایمان اور جوش لے کر جاؤ۔ کہ جہاں بھی تم جاؤ۔ جب وہاں سے واپس آؤ۔ تو وہاں کی

جماعت میں ایک بیداری

پیدا ہو چکی ہو۔ تمہارے اس جانے اور آنے کی مثال چھوٹی سی پیدائش اور انتقال کی ہو۔ انتقال کے معنی مرنا ہی نہیں ہوتے۔ بلکہ

جگہ بدلنے کے

بھی ہوتے ہیں۔ اور جب کوئی کسی نئی جگہ جاتا ہے۔ تو گویا اس کی نئی ولادت ہوتی ہے۔ مثلاً جب کوئی طالب علم چھٹیوں پر یہاں سے لاہور پہونچے گا۔ تو ان چند ہفتوں کے لئے لاہور میں وہ گویا نیا جنم لے گا۔ اور جب وہاں سے واپس آئے گا۔ تو گویا وہاں سے انتقال کرے گا۔ دُنیا کی ولادت بھی ایسی ہی ہوتی ہے۔ جب

اللہ تعالےٰ ایک رُوح کو دُنیا میں منتقل

کردیتا ہے۔ تو یہ اس کی پیدائش ہوتی ہے۔ اور پھر جب وہ رُوح اگلے جہان کو جاتی ہے۔ تو اس جہان سے اس کا انتقال ہوتا ہے۔ اور ایک بڑی پیدائش بھی ہوتی ہے۔ ایک عرب شاعر نے کہا ہے کہ ؎

انت الذی ولدتک امک باکیاً
والناس حولک یضحکون سروراً
فاجھد علی عمل تکون اذا بکوا
فی وقت موتک ضاحکاً مسروراً

یعنی اے انسان تو وہی تو ہے کہ جب تو پیدا ہوا تو تو روتا تھا۔ پیدائش کے وقت چونکہ بچہ کے سینہ پر دباؤ پڑتا ہے۔ اور وہ روتا ہے۔ اور یہ امر اس کے

سانس کے چلنے کا موجب

ہو جاتا ہے۔ اور جو بچہ پیدائش کے وقت نہ روئے۔ اس پر پانی کے چھینٹے دینے پڑتے ہیں۔ تاکہ وہ ہچکی لے۔ اور سانس چلنے لگے۔ شاعر کہتا ہے۔ کہ جب تو پیدا ہوا۔ تو رو رہا تھا۔ اور لوگ تیرے ارد گرد خوشی سے ہنس رہے تھے۔

بچہ کی پیدائش کے وقت

لوگ خوشی کرتے ہی ہیں۔ مبارکبادیں دیتے ہیں۔ کہ لڑکا ہوگیا۔ اسی کی طرف اشارہ کرکے شاعر انسان کی غیرت کو اکساتا ہے۔ کہ تو جب روتا تھا۔ تو یہ لوگ تیرے ارد گرد ہنس رہے تھے۔ پس تجھے چاہیئے۔ کہ ان سے اس کا بدلہ لے۔ وہ کس طرح ؟ اس کا جواب وہ یوں دیتا ہے۔ کہ ؎

فاجھد علی عمل تکون اذا بکوا
فی وقت موتک ضاحکاً مسروراً

اب تو ایسے عمل کر اور اس کا بدلہ اس طرح لے۔ کہ جب تیری

موت کا وقت

آنے ۔ نومبر سے ارد گرد سب لوگ رو رہے ہوں کہ ہمارا محسن اور ہمدرد دنیا سے چلا جا رہا ہے۔ اب ہمارے کام کون کرے گا۔ اور تو ہنس رہا ہو۔ کہ میں اپنے رب کے پاس چلا ہوں۔ جہاں مجھے بڑے بڑے انعام ملیں گے تو میں طالب علموں اور استادوں سے کہتا ہوں کہ یہی نمونہ دکھاؤ۔ یعنے جب تم کسی جگہ جاؤ۔ تو لوگ تمہارے آنے پر ہنسیں۔ مگر جب واپس آؤ تو تمہارے ہم جولی اور ملنے والے روئیں۔ اس لئے نہیں کہ انہیں تمہارے ساتھ جسمانی محبت ہے۔ بلکہ اس لئے کہ یہ ہمارے لئے

نیک نمونہ

تھا۔ اور اس کی وجہ سے ہمیں نیکیوں کی توفیق ملتی تھی۔ اور اب یہ ہمارے پاس سے جا رہا ہے۔ پس جہاں جاؤ اپنا نیک نمونہ دکھا کر وہاں کی جماعت میں ایسی بیداری پیدا کرو کہ جب تم وہاں سے آنے لگو تو اس شہر یا قصبہ کے لوگ سمجھیں کہ ہمارے اندر سے روحانیت کھنچی چلی جا رہی ہے۔ اگر تم ان چھٹیوں میں یہ نمونہ دکھا کر واپس آؤ۔ تو اللہ تعالےٰ تمہیں توفیق دے گا کہ آئندہ بھی

قادیان کی رہائش

سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکو بورڈنگ تحریک جدید میں بچوں کو نماز کی باقاعدگی سکھائی جاتی ہے اور نماز ایک ایسی نیکی ہے کہ جو ایک بھی چھوڑے وہ مسلمان نہیں رہ سکتا۔ اور اگر ان بچوں میں سے باہر جا کر کوئی ایک بھی نماز چھوڑے۔ تو گویا وہ

تحریک جدید کی ہتک کرنیوالا

ہوگا۔ جس کا وقار قائم رکھنا تم میں سے ہر ایک کا فرض ہے پس یہاں جو بھی نیک عادات تم کو ڈالی جاتی ہیں ان پر باہر جا کر اچھی طرح قائم رہو۔ جو بورڈر ہیں وہ بھی۔ اور جو نہیں وہ بھی ہر بات میں باہر جا کر

نیک نمونہ

دکھائیں۔ نمازیں باقاعدگی سے ادا کرو۔ اور ہو سکے تو تہجد بھی پڑھو اور اپنے ارد گرد نیک اثرات چھوڑو۔ پھر یاد رکھو کہ اس وقت کی مسلمانوں کی تباہی میں

چار باتوں کا بڑا دخل

ہے۔ (۱) معاملات کی خرابی (۲) سچ نہ بولنا (۳) ہمدردی کا پایا نہ جانا۔ اور ایک دوسرے سے تعاون نہ ہونا (۴) قوت عملیہ کی کمزوری۔ یہ چار امور مسلمانوں کی تباہی کا بڑا موجب ہیں۔ اور تحریک جدید کی غرض انہی نقائص کو دور کرنا ہے۔ آج صبح ہی جو سنگ ڈالی گئی ہے وہ بھی اسی لئے ہے۔ کہ

کام کی عادت

ڈالی جائے۔ مسلمانوں میں کام کرنے کی عادت بھی نہیں رہی۔ اور ان کے امراء ایسی جھوٹی عزت کے خیال میں پڑ گئے ہیں۔ کہ اٹھ کر پانی پینا بھی دوبھر معلوم ہوتا ہے۔ اسی لئے تحریک جدید میں یہ بات بھی رکھی ہے۔ کہ کوشش کی جائے۔ دوستوں میں ہاتھ سے کام کرنے کی عادت پیدا ہو۔

معاملات کی صفائی

بھی بہت ضروری ہے۔ اور اس کی آزمائش کا بھی یہ ایک موقعہ آیا ہے۔ بعض لوگ بغیر کرایہ ادا کئے اور ٹکٹ لئے ریل میں سفر کر لیتے ہیں۔ یاد رکھنا چاہئیے کہ یہ بات ایمان کے سراسر خلاف ہے۔ مومن کبھی بدمعاملہ نہیں ہوتا۔ یہ خیال کرنا کہ انگریزوں کی چوری کرنے میں کوئی حرج نہیں بالکل غلط خیال ہے۔ انگریز چھوڑ کافر چور کا مال کھانا بھی جائز نہیں۔ مومن کو معاملات کا بہت کھرا ہونا چاہئیے۔ ہم لوگ اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ آپ کا عملی نمونہ ہمارے سامنے ہے جس سے انسان کو زیادہ محبت ہو اس

کی طرف سے زیادہ نصیحت کا وہ محتاج نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کے نمونہ کو دیکھتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں جماعت کے

بعض دوست داڑھی منڈواتے تھے

کسی نے حضور علیہ السلام سے شکایت کی۔ کہ فلاں شخص داڑھی منڈواتا ہے آپ نے فرمایا کہ اگر تو ان میں اخلاص نہیں۔ تو ہماری نصیحت کا ان پر کیا اثر ہو سکتا ہے۔ اور اگر اخلاص ہے تو ہماری داڑھی کو دیکھ کر خود ہی رکھ لیں گے۔ تو اصل بات یہی ہے کہ جس سے محبت ہو اس کا نمونہ ہی کافی ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس کوئی احمدی آیا کسی نے آپ کو بتایا کہ یہ

بغیر ٹکٹ کے

آ گئے ہیں۔ یہ ہمارے ملک میں ایک عام رواج ہے۔ بغیر ٹکٹ کے سفر کرنا ایک کارنامہ سمجھا جاتا ہے جیسے چیتے کا شکار کر لیا۔ اسی طرح بغیر ٹکٹ کے سفر کر لیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب یہ بات سنی۔ تو جیب سے ایک روپیہ نکال کر اسے دیا۔ اور فرمایا کہ کسی کا مال استعمال کرنا گناہ ہے۔ آپ اب واپس جائیں تو اس روپیہ سے ٹکٹ خرید لیں پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ طریق ہے۔ جس سے ہمیں سبق حاصل کرنا چاہئیے۔ مجھے

ایک احمدی دوست کی بات

بہت پیاری معلوم ہوئی۔ اگرچہ انہوں نے کی تو غلطی ہی تھی۔ اور مجھ پر بدظنی کی۔ جب عزیزم ناصر احمد یورپ سے آخری بار واپس آنے سے پہلے ایک بار چھٹیوں میں یہاں آئے۔ تو اتفاقاً یا شاید ارادتاً چودہری ظفر اللہ خان صاحب بھی ملاقات کے خیال سے قادیان آ رہے تھے۔ یہاں سے میں موٹر پر استقبال کے لئے امرتسر گیا تھا۔ وہاں میں نے کسی دوست سے کہا کہ ٹکٹ لے آؤ۔ چودہری صاحب نے

کہا کہ میرے سیلون میں ہی بیٹھ جائیں۔ میں نے کہا کہ ہمارے لئے اس میں بیٹھنا کس طرح جائز ہو سکتا ہے انہوں نے غالباً یہ جواب دیا کہ قانون یہ ہے۔ کہ اگر کوئی ہمارا مہمان ہو۔ تو اس کے لئے فرسٹ کلاس کا ٹکٹ خرید کر اسے سیلون میں بٹھایا جا سکتا ہے۔ جب ہم سیلون میں بیٹھ گئے۔ جب میں قادیان پہونچا اور گھر جانے لگا۔ تو امرتسر کے ایک دوست نے کہا کہ میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔ اور الگ ہو کر کہنے لگے۔ کہ میں نے یہ دو ٹکٹ خرید لئے تھے (ایک میرے لئے ایک پرائیویٹ سیکرٹری کے لئے) اس خیال سے کہ شاید آپ کو ٹکٹ خریدنے کا خیال نہیں رہا۔ آپ سیلون میں بیٹھ گئے تھے۔ اور میں نے سمجھا۔ کہ اس میں بغیر ٹکٹ کے بیٹھنا آپ کے لئے جائز نہیں۔ اور ٹکٹ خریدنے کا آپ کو خیال نہیں رہا۔ اس لئے میں نے یہ دو ٹکٹ خرید لئے تھے۔ ان کے خریدے ہوئے ٹکٹ ضائع ہی گئے۔ کیونکہ چودہری صاحب نے ہمارا کرایہ ادا کر دیا تھا۔ مگر اس دوست کی یہ بات مجھے بہت پسند آئی۔ کہ انہوں نے یہ بھی گوارا نہ کیا کہ مجھ سے بھولے سے بھی

بغیر ٹکٹ کے سفر کرنے کی غلطی

ہو۔ یہ احمدیت کا سچا نمونہ ہے اور یہی نمونہ ہمارے نوجوانوں کو پیش کرنا چاہئیے۔ پس اچھی طرح یاد رکھو۔ کہ کبھی بغیر ٹکٹ کے سفر نہ کرو۔ اور کبھی کسی کو بغیر ٹکٹ کے سفر کرتا دیکھ کر خاموش نہ رہو۔ بلکہ اسے نصیحت کرو۔ اور اگر وہ نصیحت پر بھی عمل نہ کرے۔ تو سمجھ لو۔ کہ وہ بیمار ہے۔ اور متعدی بیمار ہے۔ ایسے لڑکے کی صحبت سے الگ رہو۔ اگر تم اسے دوست کہتے ہو۔ تو گویا اپنی بھی ہتک کرتے ہو۔ اور اس کے معنے یہ ہیں کہ تم اس کے فعل کو پسند کرتے ہو۔

کچھ آپس میں

ہمدردی کرو

اور دوسروں سے بھی ہمدردی کرو۔ اگر گاڑی میں کوئی بوڑھا آجائے۔ تو اس کے لئے قربانی کا نمونہ دکھاؤ۔ خود کھڑے ہو جاؤ۔ اور اسے بیٹھنے دو۔ اگر اسے پانی کی ضرورت ہو۔ تو لا دو۔ بیمار ہو۔ تو اُسے دبا دو۔ ممکن ہو تو دوائی بھی لا دو۔ غرضیکہ ایسا نمونہ دکھاتے جاؤ۔ اور دکھاتے آؤ کہ سب دیکھنے والے کہیں۔ کہ یہ وہ لوگ ہیں۔ جن کے ہاتھوں میں اگر طاقت آجائے تو دنیا میں امن قائم ہو سکتا ہے۔ خوب یاد رکھو۔ کہ

دنیا میں امن

قربانی سے قائم ہوتا ہے۔ زور اور طاقت سے نہیں۔ پس جتنی زیادہ قربانی تم کرو گے۔ اتنی ہی جلدی خدا تعالےٰ تمہارے ہاتھوں میں دنیا کی باگ دے گا۔ اور اتنی ہی جلدی تم دنیا میں امن قائم کر سکو گے۔ سستی کی عادت نہ ڈالو۔ اور کبھی یہ نہ سمجھو۔ کہ اب چھٹیاں ہوئی ہیں۔ خوب سوئیں گے۔ چھٹیاں سونے کیلئے نہیں ہوتیں۔ بلکہ اس لئے ہوتی ہیں۔ کہ استاد نیا سبق نہ پڑھائے اور طالب علم پچھلا پڑھا ہوا یاد کریں۔ پس یہ نہ کہو۔ کہ چھٹیوں میں سوئیں گے۔ بلکہ یہ کہو کہ پہلے جو غفلت ہوتی رہی ہے۔ اب چھٹیوں میں اس کا ازالہ کریں گے۔ اور سبق اچھی طرح یاد کرینگے۔ سکول میں تو مدرس روز نیا سبق دے دیتا ہے اور اسے یاد کرنا ہوتا ہے۔ اسلئے اگر کوئی سبق یاد کرنے سے رہ جائے۔ تو کمزوری رہ جاتی ہے۔ اور چھٹیاں ان

کمزوریوں کو دور کرنیکا بہترین موقعہ

ہوتی ہیں۔

سچائی کا بھی اعلےٰ نمونہ دکھاؤ۔ جو کہو سچ کہو۔ یہ ضروری نہیں۔ کہ ہر بات ضرور کہو۔ مثلاً کوئی کہے۔ کہ میں نے فلاں شخص کو کانا کہا تھا۔ کیونکہ یہ سچی بات ہے۔ اور سچ بولنے کا حکم ہے۔ تو یہ درست نہ ہوگا۔ ہر سچی بات کا کہنا ضروری نہیں ہوتا۔ حکم یہ ہے کہ جو کہو۔ سچ کہو۔ شریعت تمہیں یہ نہیں کہتی کہ ہر سچی بات ضرور کہو۔ شریعت کا حکم یہی ہے۔ کہ جب ضرورت نہ ہو۔ چپ رہو۔ مگر جب بولو۔ تو سچ بولو۔ سینکڑوں باتیں ایسی ہوتی ہیں۔ کہ انسان ان کو بیان نہیں کر سکتا۔ اور شریعت ان کے بیان پر مجبور نہیں کرتی۔ اگر کوئی ایسا عیب کسی میں دیکھو۔ کہ جس کے متعلق شریعت کہتی ہے۔ کہ اسے بیان نہ کرو۔ تو اسے مت بیان کرو۔ مگر کوئی بات کرو۔ اور جھوٹ بولو۔ یہ جائز نہیں سچ بولنے کے یہ معنے نہیں۔ کہ ہر بات جو تم کو معلوم ہے ضرور بیان کر دو۔ تمہیں یہ حق ہے کہ بعض باتوں کے متعلق کہہ دو۔ کہ میں بیان کرنا نہیں چاہتا۔ بعض باتیں خواہ وہ سچ ہوں بیان کرنے سے قانون نے بھی روکا ہے مثلاً قانون یہی ہے۔ کہ جو بات دوسرے کو بُری لگے۔ اس کی بناء پر

ہتک عزت کا مقدمہ

ہو سکتا ہے۔ پس یہ ضروری نہیں۔ کہ ہر سچی بات ضرور بیان کرو۔ ہاں جو بیان کرو۔ وہ سچ سچ بیان کر دو۔ پس

یہ باتیں

ضرور اپنے اندر پیدا کرو۔ خدمت خلق جیسی۔ سچائی اور معاملات کی درستی۔ اگر ایک پیسہ بھی کسی سے لیا ہے۔ تو جب تک اُسے واپس نہ کرو تمہیں چین نہ آئے۔ محنت کی عادت ڈالو۔ اپنا سبق اچھی طرح یاد کرو۔ رستہ میں مسافروں سے اچھا سلوک کرو۔ ماں باپ کی خدمت کرو۔ اور ایسا نمونہ دکھاؤ۔ کہ جسطرح پھول لے کر کوئی شخص ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتا ہے۔ تو تمام رستہ میں ان کی خوشبو پھیل جاتی ہے۔ اسی طرح اب جو تم اپنے اپنے گھروں کو جو ہندوستان کے ہر گوشہ میں ہیں۔ جاؤ۔ تو تمام ہندوستان تمہاری خوشبو سے مہک اٹھے۔ اور جس طرح پھولوں کی خوشبو پھیلتی ہے۔ تمہاری خوشبو بھی سارے ملک میں پھیل جائے اور تمام ملک تمہاری خوشبو سے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک مہک اٹھے۔ اگر تم ان باتوں پر عمل کرو گے تو واقعی تمام ملک تمہاری خوشبو سے مہک اٹھے گا۔ اور لوگ کہیں گے۔ کہ کیسا خوش قسمت ہے ہمارا ملک۔ کہ جس میں ایسے بچے پیدا ہوئے ہیں۔ اور

ملک کی کتنی خوش قسمتی ہے

کہ اس کی باگیں اب ان کے ہاتھوں میں آنے والی ہیں۔

جماعت احمدیہ کے گذشتہ ہفتہ کے اہم واقعات

۱۔ گذشتہ ہفتہ میں اللہ تعالےٰ کے فضل سے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت اچھی رہی ہے۔ الحمد للہ

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی ہنوز دہلی سے تشریف نہیں لائیں۔

حرم اوّل حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کو ایک دن پھر بخار ہو گیا۔ دعائے صحت کی جائے۔

۲۔ نظارت تعلیم و تربیت نے "احمدیت" کے عنوان سے ایک نہایت خوبصورت رنگین چارٹ تیار کیا ہے۔ جس میں ارکان اسلام۔ نماز مترجم اور احمدیت کے متعلق ضروری مسائل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں لکھے گئے ہیں۔ تاکہ یہ ضروری باتیں چھوٹے بڑے احمدیوں کے پیش نظر رہیں۔ اور ان کے ذہن نشین ہو جائیں۔ احمدی جماعتیں اخراجات ڈاک بھیجکر یہ چارٹ منگوا سکتی ہیں۔ اگر کوئی دوست یا جماعت زیادہ تعداد میں منگوانا چاہے۔ تو اصلی لاگت یعنی فی چارٹ ایک آنہ پر منگا سکتی ہے۔ دو عدد چارٹ پر ایک آنہ محصول ڈاک لگتا ہے۔

۳۔ ۱۱رجون کو ایک شخص محمد فاضل کا جو ایک عورت کو اغوا کر کے لایا تھا۔ اقدام خودکشی کا واقعہ درج اخبار ہو چکا ہے۔ ۱۲رجون کو وہ بٹالہ کے ہسپتال میں مر گیا۔ احرار نے اس واقعہ کو قتل عمد کا رنگ دیا۔ احرار کانفرنس سیالکوٹ میں اس کے متعلق قرارداد پاس کی۔ جس میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا۔ کہ اس معاملہ میں سخت قدم اٹھائے۔ دیگر مجالس احرار نے تائیدی قراردادیں حکومت کو بھیجیں۔ اس سلسلہ میں قادیان ڈے منانے کا اعلان کیا گیا۔

۲۶رجولائی کو بذریعہ مقامی پولیس جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب۔ ناظر امور عامہ۔ چودہری غلام احمد صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی نائب مشیر قانونی صدر انجمن احمدیہ۔ مولوی عبدالعزیز صاحب آف بھامڑی مولوی فاضل اور مولوی ظہور الحسن صاحب مولوی فاضل کو اطلاع پہنچی۔ کہ ۲۷رجولائی کو سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس گورداسپور کے سامنے پیش ہوں۔ پیش ہونے پر مختلف دفعات میں ان کی ضمانتیں لے لی گئیں۔ اب اس مقدمہ کی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب خود سماعت کریں گے۔

۴۔ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی طرف سے اعلان کیا گیا ہے۔ کہ امتحان کے لئے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی تصنیف "مسئلہ کفر و اسلام کی حقیقت" بطور نصاب مقرر کی گئی ہے۔ یہ امتحان ۱۲ر اخاء ۱۳۲۰ہش مطابق ۱۲ر اکتوبر ۱۹۴۱ء کو ہوگا۔ زعماء و قائدین ابھی سے اس امتحان میں شریک ہونے کی احباب کو تحریک کرنا شروع کر دیں۔

۲۵رجولائی کو مجلس مرکزیہ کے زیر اہتمام چودھواں یوم عمل اجتماعی باب الانوار سے قادر آباد کو جانے والی سڑک پر منایا گیا۔ قریباً تین گھنٹے میں ۱۷۵۰۰ مکعب فٹ مٹی کھود کر ۳۵۰۰ مربع فٹ سڑک بنائی گئی۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بھی مقام عمل پر تشریف لائے۔ اور کام ختم ہونے پر حضور نے تمام مجمع سمیت دعا فرمائی۔

۵۔ اس ہفتہ حسب ذیل اہم مضامین روزنامہ الفضل میں شائع کئے گئے۔ "آیت میثاق النبیین میں کونسا نبی مراد ہے" حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی وصیت۔ غیر مبایعین مخالفین احمدیت کی صف میں۔ احمدیہ مسجد ٹبورہ (مشرقی افریقہ) کی تعمیر پر مخالفین کا ہنگامہ + جاپان کا ہندچینی پر تسلط + احرار کس طرح اٹھتے اور کیونکر بیٹھتے ہیں۔

آخر الذکر مضمون میں یہ دکھایا گیا۔ کہ احراری ڈکٹیٹر چودہری افضل الحق صاحب نے اپنے ایک حال کے مضمون میں احرار کے متعلق جو یہ لکھا ہے۔ کہ

ہفتہ جنگ کے اہم واقعات

جاپان اور ہند چینی

گزشتہ خطبہ نمبر میں جاپان کی طرف سے جن متوقع خطرات کا ذکر مجملاً کیا گیا تھا وہ درست ثابت ہوئے۔ اور جاپان نے ہند چینی میں اپنی فوجیں اتار دیں۔ اس اقدام نے اس تمام علاقہ میں ایک ہلچل پیدا کر دی ہے۔ اور چونکہ ابھی کچھ علم نہیں کہ جاپان کا اگلا قدم کس طرف اٹھے گا۔ اس لئے ہر حکومت جو اس خطہ میں واقعہ ہے۔ اپنی اپنی حفاظت کے لئے پیش از پیش تیاریاں کر رہی ہیں۔ چونکہ امریکہ اور برطانیہ کے مفاد اس علاقہ میں سب سے زیادہ اہم ہیں۔ وہ تیاریاں بھی زور شور سے کر رہے ہیں۔ مسٹر ایڈن پارلیمنٹ میں کہہ چکے ہیں۔ کہ مناسب انتظامات کئے جا رہے ہیں اگرچہ تفاصیل کا بیان فی الحال خلاف مصلحت ہے۔ امریکہ نے بحر الکاہل میں نو لاکھ فوج بھیجنے کا اعلان کر دیا ہے تین لاکھ فوج فلپائن میں رہے گی۔ اور ان فوجوں کے لئے ایک علیحدہ اور مستقل کمانڈ بھی قائم کر دی گئی ہے۔ بہت سے امریکن بمبار ڈچ ایسٹ انڈیز اور فلپائن میں پہنچ چکے ہیں۔ جنگی اسلحہ سے لدے ہوئے جہاز بھی آرہے ہیں امریکن پریس اس بات پر بہت زور دے رہا ہے کہ چین امریکہ۔ برطانیہ اور ڈچ ایسٹ انڈیز مل کر اس صورت حالات کے مقابلہ کے لئے ایک باقاعدہ معاہدہ کریں۔

ہند چینی کے متعلق اہل فرانس کے جذبات

مارشل پیٹان نے ہند چینی کو جاپان کے حوالہ کرکے فرانس کے ساتھ جو شرمناک غداری کی ہے اہل فرانس کو اس کا خوب احساس ہو رہا ہے۔ چنانچہ فرانس کے اخبارات برملا اس کا اظہار کر رہے اور لکھ رہے ہیں کہ پیٹان گورنمنٹ نے ملک کے ساتھ غداری کی ہے۔ بعض شہروں میں اس کے خلاف مظاہرے بھی ہوئے ہیں۔ جب اس امر کو مدنظر رکھا جائے کہ ہند چینی کے متعلق جاپان کے برے ارادوں کو بھانپ کر جمہوری حکومتوں نے ہند چینی کے گورنر جنرل کو پیشکش کی تھی۔ کہ وہ جاپان کے پنجہ سے ہند چینی کو بچانے کے لئے اس کی امداد کرنے کو تیار ہیں۔ مگر اس کا کوئی جواب تک نہ دیا گیا۔ تو وشی حکومت کا رویہ اور بھی افسوسناک نظر آتا ہے۔ وشی گورنمنٹ کے اس فیصلہ سے جنرل ڈیگال کی آزاد فوج بھی ناراض ہے۔ اور انقرہ کی ایک خبر سے پایا جاتا ہے۔ کہ یہ فوج ہند چینی پر حملہ کرنے والی ہے۔ ہند چینی میں پہلے بھی کچھ فوج جنرل ڈیگال کے ساتھ ہے۔ اور اب اس میں اضافہ ہو رہا ہے۔ وشی گورنمنٹ نے شام کی جس فرانسیسی فوج کو منتشر کر دیا ہے۔ وہ بھی جنرل موصوف سے مل رہی ہے۔

جاپان اور تھائی لینڈ

جاپان کے اس اقدام سے تھائی لینڈ کے لئے بھی خطرات پیدا ہو گئے ہیں۔ سائیگاں ریڈیو نے بتایا ہے کہ تھائی لینڈ کے وزیر اعظم نے حفاظتی تیاریوں کے سلسلہ میں چار آرڈیننس جاری کئے ہیں۔ ۲۷ جولائی کو سیام کی وزارت کا ایک خاص اجلاس طلب کیا گیا جس کے بعد سیامی افواج کے نام خاص ہدایات جاری کی گئیں۔ اور انہیں متنبہ کیا گیا ہے۔ کہ ہنگامی حالات سے عہدہ برآ ہونے کے لئے تیار رہیں چنکنگ کے اہل الرائے طبقہ کا خیال ہے کہ ہند چینی کے بعد سیام پر حملہ ناگزیر ہے جاپانی اخباروں نے سیام کو دھمکانا بھی شروع کر دیا ہے۔ اور لکھ رہے ہیں کہ بحر الکاہل کے مسائل پر امن طریق پر حل نہیں ہو سکیں گے۔

روس اور جرمنی کی جنگ

ہٹلر نے چھ ہفتوں میں روس کی تسخیر کا اعلان کیا تھا۔ جس میں سے پانچ ختم ہو چکے ہیں۔ مگر روس کے دم خم میں کوئی فرق نہیں آیا۔ روسی فوجیں دلیری کے ساتھ مقابلہ پر ڈٹی ہوئی ہیں۔ بلکہ بعض جگہ تو جوابی حملے بھی کرنے لگی ہیں۔ جرمنی کے منزل ہائے مقصود یعنے ماسکو۔ لینن گراڈ اور کیف بدستور اس سے سینکڑوں میل دور ہیں۔ گویا جرمنی کی مہم اس وقت تک بالکل ناکام رہی ہے اور اس ناکامی سے جھلا کر ہٹلر نے اپنے بڑے بڑے معتمد جرنیلوں کو اس محاذ سے علیحدہ کر دیا ہے۔ کمانڈر انچیف براشٹس اور فیلڈ مارشل کیٹل یہاں سے رخصت کر دئے گئے ہیں۔ اور ان کی جگہ اب رومانیہ سے جنرل لسٹ اور شمالی افریقہ (لیبیا) سے جنرل رومل کو منگوا کر لگایا گیا ہے ہٹلر کا ایک منظور نظر جرنیل کدایان روسی محاذ پر مارا جا چکا ہے۔ جرمن عوام میں اضطراب اور بے چینی کی خبریں برابر آرہی ہیں۔ اور برلین ریڈیو حیلوں بہانوں سے اسے دور کرنے میں مصروف ہے۔ اس لئے ایک تازہ اعلان میں بتایا گیا ہے کہ سمولنسک کے محاذ پر جن قلعوں پر ہم نے قبضہ کیا تھا۔ ان کے نیچے اور زمین دوز قلعے تھے۔ ہم نے بالائی قلعوں کو فتح کرکے سمجھ لیا کہ کامیاب ہو گئے ہیں۔ مگر اب ان زیریں قلعوں کے مقابلہ میں دوبارہ جنگ کرنی پڑی ہے۔ اور ماسکو کی طرف پیشقدمی اسی وجہ سے رکی ہوئی ہے۔ ٹائمز کے نامہ نگار نے اطلاع دی ہے کہ اگر دو ہفتہ تک روس میں ہٹلر کو کامیابی نہ ہوئی۔ تو جرمن فوجوں میں بغاوت پھیل جائے گی جس کے آثار اب نمایاں طور پر دکھائی دے رہے ہیں۔

ترکی اور جرمنی

گذشتہ خطبہ نمبر میں ایک خبر یہ بھی دی گئی تھی۔ کہ جرمن دردانیال پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ اب لنڈن میں پرزور افواہیں پھیل رہی ہیں کہ جرمنوں نے ترکی کو اپنی شرائط پیش کر دی ہیں۔ اور مطالبہ کیا ہے۔ کہ محوری جہازوں کے لئے دردانیال کھول دیا جائے۔ عام خیال یہ ہے کہ اگر یہ شرائط منظور نہ کی گئیں۔ تو اگست میں جرمن فوجیں ترکی پر بھی چڑھائی کر دیں گی۔ اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے۔ کہ روسی ہوائی جہازوں کی بمباری نے رومانیہ میں تیل کے چشموں کو شدید نقصان پہنچایا ہے۔ بالخصوص کانسٹنز امیں بیس لاکھ گیلن کی بربادی اور پلوئسٹی میں تیل کی فیکٹریوں کی تباہی نے اس کے لئے اب کوئی چارہ کار اس کے سوا باقی نہیں چھوڑا۔ کہ وسط مشرق میں تیل والے کسی علاقہ میں جلد از جلد پہنچ جائے۔ اس سکیم پر عمل کرنے کے لئے اغلباً اسے ترکی میں سے گزرنا پڑے گا۔ اور جس طرح بھی ممکن ہو وہ گزرے گا۔

سپین اور جرمنی

سپین کے متعلق جو خبریں آرہی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ جنرل فرانکو روز بروز ہٹلر کے قریب ہو رہا ہے۔ ایک لاکھ ہسپانوی رضا کار روس کے خلاف لڑنے کے لئے جا چکے ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ شمالی سپین میں لوگرو کے مقام پر نازی ماہرین کی زیر نگرانی ہسپانوی مزدور ہوائی اڈے تیار کر رہے ہیں۔ اور بارسیلونا کے قریب پیٹرول کے زمین دوز ذخائر تیار کئے جا رہے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ضرورت کے وقت فرانکو جرمنی اور اٹلی کی ہر ممکن مدد کرے گا۔ اس کے لئے عرصہ ہوا۔ باہم معاہدہ ہو چکا ہوا ہے۔

جرمنی اور برطانیہ پر ہوائی حملے

جرمن ہوائی جہاز برطانیہ پر جو حملے کرتے ہیں ان کا زور روز بروز کم ہوتا جا رہا ہے۔ اور اب تو یہ سلسلہ محض برائے نام رہ گیا ہے۔ جس سے برطانیہ کو کوئی خاص نقصان نہیں پہنچ رہا۔ لیکن برطانیہ کے حملے جرمنی اور اس کے مقبوضات پر شدید سے شدید تر ہوتے جا رہے ہیں۔ روہر کے صنعتی مراکز برباد ہو رہے ہیں۔ ۲۵ جولائی کی شب کو برطانوی ہوائی جہازوں نے برلین پر شدید ترین حملہ کیا۔ اور زبردست طاقت کے بم پھینکے۔ شہر کے وسط میں خوفناک آگ بھڑک اٹھی۔ دشمن کو شدید نقصان پہنچا۔

ضروری تحریک

۱۱ ر ماہ وفا ۱۳۲۰ ہش (۱۱ ر جولائی) کے "الفضل" میں نظارت تعلیم و تربیت کی طرف سے تحریک کی گئی تھی۔ کہ قادیان اور بیرونی جماعتوں کے احباب تربیت کے لئے اپنے نام پیش کریں۔ اور اس بات کا ضرور لحاظ رکھیں۔ کہ پندرہ دن سے کم کے لئے پیش نہ کریں۔ اور دوسرے اگر ان کے قریب کوئی جماعت قابل تربیت ہو۔ جس میں وہ مفید کام کر سکتے ہوں۔ تو اسکا ذکر ضرور کریں۔ مگر افسوس ہے۔ کہ احباب نے اس طرف توجہ نہیں فرمائی۔ مہربانی فرما کر جماعتوں کے عہدیداران توجہ فرما دیں۔ اور یہ تحریک کر کے فہرستیں بھجوائیں۔

ناظر تعلیم و تربیت

مرکزی مساجد کیلئے سامان دینے والوں کا شکریہ

جماعت احمدیہ خدا تعالٰے کے فضل سے دن بدن ترقی کر رہی ہے۔ جماعت کی ترقی کے ساتھ ہی مرکزی مساجد کی توسیع بھی لازمی ہے۔ چنانچہ تھوڑا ہی عرصہ ہوا مسجد اقصٰی میں کافی توسیع ہو چکی ہے۔ اسوقت دو مرکزی مساجد یعنی مسجد اقصٰے اور مسجد مبارک اور عیدگاہ نظارت تعلیم و تربیت کے براہ راست انتظام کے ماتحت ہیں۔ ان مساجد اور عیدگاہ کے سامان اور فرش کیلئے صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے جو بجٹ منظور ہوتا ہے۔ وہ اس قدر قلیل ہوتا ہے۔ کہ اس رقم سے بمشکل مسجد کے ایک کونہ کے لئے فرش تیار ہو سکتا ہے۔ چنانچہ جمعہ کے روز نمازیوں کے ایک بڑے حصہ کو فرش پر بغیر چٹائیوں کے نماز ادا کرنی پڑتی ہے۔ بعض اوقات مخیر حضرات کچھ نہ کچھ سامان مساجد کیلئے مہیا کر کے نظارت کی امداد کرتے رہتے ہیں حال ہی میں ملک محمد ہاشم صاحب ٹھیکیدار کھیوڑہ سالٹ مائنز نے پانچ بڑی صفیں مسجد اقصٰی کے لئے بھجوائی ہیں۔ جس کے لئے نظارت ان کا شکریہ ادا کرتی ہے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء

ناظر تعلیم و تربیت

اب احتیاط لازمی ہے کیونکہ موسم برسات آگیا ہے

موسم برسات اپنی گوناگوں زحمتوں کیساتھ اپنے اندر بعض مضر پہلو بھی رکھتا ہے۔ اس موسم میں ذرا سی بے احتیاطی بعض اوقات خطرناک ثابت ہوتی ہے۔ لیکن گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ اس موسم کی جملہ مضرتوں کا بہترین علاج ہماری تیار کردہ دوائی "**فوری علاج**" میں موجود ہے۔ امراض معدہ ہیضہ۔ قراقر۔ متلی۔ زکام۔ نزلہ۔ دردسر۔ درد شقیقہ میں اس کا استعمال فوری اثر دکھاتا ہے۔ زخم۔ زنبور۔ بچھو وغیرہ زہریلے جانوروں کے کاٹنے پر ایک دو قطرے مل دینے سے تکلیف دور ہو جاتی ہے۔ چھالا۔ پھنسی۔ چنبل۔ کھجلی۔ داد۔ وغیرہ کے لئے ازحد مفید ہے۔ غرض "**فوری علاج**" گھر کا ڈاکٹر ہے۔ اور ہر وقت کا بہترین رفیق ہے۔ جو اصحاب اسے استعمال کرکے اس کے فوائد پر مہر تصدیق ثبت فرما چکے ہیں۔ ان میں سے چند ایک کے اسماء گرامی حسب ذیل ہیں۔

(۱) حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب (۲) جناب نواب محمد عبداللہ خانصاحب آف مالیر کوٹلہ۔ (۳) جناب سی۔ ایس خانصاحب ڈی۔ ٹی۔ ایس۔ ریلوے بنارس۔ (۴) جناب بیگم صاحبہ چودہری سردار خانصاحب (آنریری مجسٹریٹ یو۔ پی) (۵) خانصاحب مولوی فرزند علی خان صاحب ناظر بیت المال۔ (۶) مولوی احمد خان صاحب نسیم مبلغ سلسلہ۔ قیمت بڑی شیشی ۱۲؍ چھوٹی شیشی ۶؍ بطور نمونہ ۴؍

ملنے کا پتہ

پروپرائٹر طبیہ عجائب گھر قادیان

نارتھ ویسٹرن ریلوے

والٹن ٹریننگ سکول۔ این۔ ڈبلیو۔ آر۔ لاہور کینٹ میں فٹر گریڈ ۱۸-۳۲-۵۰ کی ایک عارضی اسامی کو پر کرنے کیلئے درخواستیں مطلوب ہیں۔ یہ اسامی مسلمان کیلئے ریزرو ہے۔ صرف وہی امیدوار درخواست کریں۔ جو قوی الجثہ ہوں۔ اور انہوں نے ریلوے ورکشاپس یا آرسنل یا کسی مشہور کنٹریکٹرز ورکشاپس میں عملی ٹریننگ کا پورا کورس عبور کیا ہو۔ اور وہ میکینیکل کام میں لگے ہوئے ہوں۔ اور مندرجہ ذیل کاموں کا تجربہ رکھتے ہوں۔ (ا) لوہار کا کام (ب) فٹر کا کام لوہے اور پیتل دونوں کے ساتھ۔ (ج) ٹرنر کا کام خراد کی مشین پر (د) موٹر فٹنگ کے سلسلہ میں کام

۲۔ امیدواران کی عمر ۲۲ ستمبر ۱۹۴۱ء کو اٹھارہ ۱۸ سال سے کم یا تیس ۳۰ سال سے زیادہ نہیں ہونی چاہیئے

۳۔ درخواستیں سرٹیفکیٹس کی مصدقہ نقول کے ہمراہ جن سے عملی ٹریننگ۔ سابق تجربہ اور کیریکٹر کا اظہار ہوتا ہو زیادہ سے زیادہ ۸ ستمبر ۱۹۴۱ء تک ڈاک کے ذریعہ (دستی نہیں) سپرنٹنڈنٹ والٹن ٹریننگ سکول۔ این۔ ڈبلیو آر لاہور کینٹ کے نام پہنچ جانی چاہئیں۔ لفافہ پر لکھا ہونا چاہیئے۔ "فٹر کے تقرر کے لئے درخواست"۔

(۴) اگر کسی امیدوار نے مندرجہ بالا طریق کے علاوہ امداد حاصل کرنے کیلئے کوئی ذرائع اختیار کرنے کی کوشش کی۔ تو یہ بات اسے انتخاب کے ناقابل بنا دے گی۔

(۵) جن امیدواروں کی درخواستیں منتخب کی جائیں گی۔ انہیں والٹن ٹریننگ سکول۔ این۔ ڈبلیو۔ آر لاہور کینٹ میں ۲۲ ستمبر ۱۹۴۱ء کو دس بجے قبل دوپہر سلیکشن بورڈ کے سامنے بغرض انٹرویو اور ٹریڈ ٹیسٹ بلایا جائیگا۔ انہیں اپنے خرچ پر سفر کرنا ہوگا۔ اور اپنے ساتھ اصل سرٹیفکیٹ لانا ہونگے باقی تمام درخواستیں فائل کر دی جائیں گی۔ اور ان کے متعلق کوئی خط و کتابت نہ کی جائیگی۔

۶۔ منتخب شدہ امیدواران کو کلاس I. C کا مجوزہ میڈیکل ٹسٹ پاس کرنا ہوگا۔

جنرل منیجر

مؤدبانہ گذارش

اخبار ۱۶۸ و ۱۶۹ میں ان اصحاب کی فہرست چھپی ہے۔ جنکا چندہ "الفضل" ۲۰ اگست ۱۹۴۱ء تک کسی تاریخ کو ختم ہوتا ہے۔ احباب کو چاہیئے۔ کہ دس اگست تک اپنا اپنا چندہ ارسال فرما دیں۔ یا اس تاریخ تک ادائیگی کی اطلاع ارسال فرما دیں۔ بصورت دیگر ان کی خدمت میں وی۔ پی۔ ارسال ہونگے۔

ہم احباب کی خدمت میں بارہا گذارش کر چکے ہیں۔ کہ اگر وی۔ پی وصول نہ کرنا ہو۔ تو دفتر کو قبل از وقت اطلاع دیدی جائے۔ تا دفتر وی۔ پی کے خرچ سے بچ جائے۔ لیکن بعض احباب پر ہماری گذارشات کا کوئی اثر نہیں۔ وہ نہ خط لکھینگے۔ نہ بروقت چندہ ادا کریں گے۔ لیکن جب وی۔ پی بھیجا جائے۔ تو اسے کمال بے اعتنائی سے واپس کر دیں گے۔

ہم ان اصحاب سے مؤدبانہ دریافت کرتے ہیں۔ کہ کیا یہی سلوک ایک قومی اخبار سے ہونا چاہیئے؟ اور کیا اس نقصان دہ طریق کو ختم نہ کیا جائے گا۔

"منیجر"

دواخانہ خدمتِ خلق کی مجرّب ادویّہ

ہمارے دواخانہ میں تمام نسخے حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ اور دہلی کے مشہور عالم شریف خانی خاندان کے اطباء کے اعلیٰ اجزاء سے تیار کردہ مناسب قیمت پر مل سکتے ہیں۔ ہمارے تیار کردہ نسخوں کی عمدگی کا اندازہ آپ دواخانہ کی مفرد ادویّہ کو دیکھ کر لگا سکتے ہیں۔ خاص طور پر تلاش کرکے ہندوستان کے مختلف گوشوں سے جمع کی جاتی ہیں اس کے علاوہ ہمارے ہاں کی تیار کردہ خاص ادویّہ نہایت مفید اور مجرّب ہیں اور سینکڑوں آدمی اس کا تجربہ کرکے فائدہ اٹھا چکے ہیں۔ آج ہم ان میں سے ایک خاص دوا یعنی

حب مروارید عنبری

کو پیش کرتے ہیں۔ یہ دوا دل اور دماغ کی طاقت کے لئے بے نظیر ہے لمبی بیماریوں کے بعد یا زیادہ کام کرنے کے بعد جو کمزوری پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کے لئے یہ دوا اکسیر ہے۔ اس سے بعض ایسے مریضوں کو بھی جو سالہا سال سے دل کی دھڑکن یا دماغ کی کمزوری میں مبتلا تھے حیرت انگیز فائدہ ہوا ہے۔ یہ دوا تمام اعضاء رئیسہ کو طاقت دیتی ہے۔ اور صدیوں سے اطباء کی مجرّب ہے۔ دواخانہ نے اور اصلاح کرکے اسے ایک بے نظیر دوا بنا دیا ہے۔ دل و دماغ معدہ یا جگر کی کمزوری ایسی نہیں جسے نظرانداز کیا جا سکے۔ ایسے امراض کو بے علاج چھوڑ دینا نہایت ہی خطرناک ہوتا ہے۔ اس دوا کا فائدہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ ہم اس کے معزز خریداروں میں سے بعض کے نام ذیل میں درج کرتے ہیں۔ تاکہ آپ کو معلوم ہو سکے کہ کس طرح یہ دوا مقبول ہو رہی ہے۔

جناب میاں محمد شریف صاحب ریٹائرڈ ای۔ اے۔ سی۔ جناب ابو العطاء اللہ صاحب سندھ۔ مکرمہ محترمہ اہلیہ صاحبہ جناب مرزا اعظم بیگ صاحب سندھ۔ مکرمہ محترمہ اہلیہ صاحبہ جناب سید ناصر شاہ صاحب مرحوم۔ سید مبارک احمد شاہ صاحب۔ ان کے علاوہ اور بہت سے معززین قادیان اور باہر کے اصحاب اس دوا کو خرید چکے ہیں۔ اور اس کے مفید ہونے کا تجربہ کر چکے ہیں

ملنے کا پتہ:- **منیجر دواخانہ خدمت خلق قادیان**

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

لنڈن ۲۷ جولائی۔ جاپان گورنمنٹ نے ہانگ کانگ جانے والے تمام جاپانی جہازوں کو حکم دیا ہے۔ کہ رستہ سے ہی واپس آ جائیں۔ اس سے قیاس کیا جاتا ہے کہ مشرق بعید میں جنگ کے کسی وقت شروع ہونے کا خطرہ ہے

حیدرآباد دکن ۲۷ جولائی۔ نظام گورنمنٹ کے ایک غیر معمولی گزٹ میں اعلان کیا گیا ہے۔ کہ نواب حافظ سر سعید احمد خاں صاحب آف چھتاری کو سر اکبر حیدری کی جگہ وزیر اعظم مقرر کیا گیا ہے۔ یہ تقرر فی الحال تین سال کے لئے ہوگا۔ جس میں بعد ازاں دو سال کی توسیع بھی کی جاسکے گی۔ تنخواہ پانچ ہزار روپیہ ماہوار۔ ایک ہزار ذاتی الاؤنس اور رہائش مفت ہوگی۔

پشاور ۲۷ جولائی۔ افغان گورنمنٹ نے اعلان کیا ہے کہ افغانستان موجودہ جنگ میں بالکل غیر جانبدار رہے گا اور فریقین جنگ کے ساتھ اس کے تعلقات دوستانہ ہیں۔

واشنگٹن ۲۷ جولائی۔ نائب وزیر خارجہ نے پریس کانفرنس میں بتایا۔ کہ موجودہ نازک حالات کے پیش نظر امریکن کیبنٹ کا اجلاس ہر روز ہوا کرے گا۔ اور مسٹر روزویلٹ ہفتہ میں دو بار پریس کانفرنس میں بیان دیا کریں گے

لاہور ۲۷ جولائی۔ معلوم ہوا ہے کہ سر فیروز خاں ہائی کمشنر فار انڈیا کے ایگزیکٹو کونسل میں لئے جانے سے جو نشست خالی ہوئی ہے۔ وہ سردار اجل سنگھ صاحب پارلیمنٹری سیکرٹری پنجاب گورنمنٹ کو دی جائے گی۔

لنڈن ۲۷ جولائی۔ برلن ریڈیو کا بیان ہے کہ تجارتی معاہدہ کی تکمیل کے لئے جو جرمن وفد ترکی جانے والا تھا۔ اس کی روانگی۔ غیر معین عرصہ کے لئے ملتوی کر دی گئی ہے۔ برطانی حلقے اس کا یہ مطلب لیتے ہیں کہ جرمنی ترکی پر حملہ کرنے کے لئے زمین تیار کر رہا ہے

انقرہ ۲۷ جولائی۔ آزاد فرانسیسی جنرل ڈیگال کل اپنے فوجی سٹاف کی جمعیت میں بیروت میں داخل ہوئے۔ ساتھ ساتھ فوجی بینڈ بج رہا تھا آپ کی کار شہر میں گھومتی رہی۔ اور لوگوں نے استقبال کیا۔

نیویارک ۲۷ جولائی۔ آج روس کا فوجی مشن یہاں پہونچ گیا۔ اس کی غرض یہ ہے کہ روس کے لئے امریکہ سے سامان جنگ کی امداد حاصل کرے آج وفد مسٹر سمر ویلز سے ملاقات کرے گا۔

لنڈن ۲۸ جولائی۔ ایک روسی اعلان میں بتایا گیا ہے کہ روسی ہوائی جہازوں نے رومانیہ کی بندرگاہ کانسٹنزا پر شدید بمباری کی۔ اور تیل کے گوداموں پر حملے کئے۔ سمندری کنارے کی حفاظت کرنے والے ہوائی جہازوں نے ایک فن جنگی جہاز پر حملہ کیا۔ اور کئی بھاری بم گرائے۔ روسی ہوائی بیڑہ اپنی فوجوں کو برابر مدد پہونچا رہا ہے خشکی کی لڑائی کے متعلق کوئی اہم بات بیان نہیں کی گئی۔ جرمن ہوائی جہازوں نے آج ماسکو پر کوئی حملہ نہیں کیا۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ ماسکو پر ہوائی حملوں کے لئے جرمن اپنے چیدہ ہوا باز بھیجتے رہے ہیں جو ہوائی جہاز گرائے گئے ان میں کافی پیٹرول تھا۔ جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ جرمن تاحال نئے مقبوضہ اڈوں کو استعمال نہیں کرتے۔

ٹوکیو ۲۸ جولائی۔ آج جاپان کی پریوی کونسل کے اجلاس میں وشی کے ساتھ سمجھوتہ کی تصدیق کر دی گئی۔ شاہنشاہ جاپان بھی اس میں شریک ہوئے اجلاس انہی کے محل میں ہوا۔

چنکنگ ۲۸ جولائی۔ جاپانی فوجیں کوریا اور منچوریا میں دھڑا دھڑ پہنچ رہی ہیں۔ اب تک سترہ ڈویژن جمع ہو چکے ہیں۔ جزائر فارموسا اور ہینان میں بھی جاپانی فوجیں جمع ہو رہی ہیں۔

لنڈن ۲۸ جولائی۔ ڈچ ایسٹ انڈیز میں جاپان کے ساتھ غیر ملکی سکوں کا لین دین بند کر دیا گیا ہے۔ آسٹریلیا کی حکومت نے بھی جاپانی سرمایہ کی ضبطی کے احکام صادر کر دیئے ہیں حکومت امریکہ نے فلپائن کو ایک کروڑ ڈالر کی امداد دی ہے۔ تا دفاعی انتظامات میں مزید استحکام پیدا کر سکے۔

لنڈن ۲۸ جولائی۔ کل رات موسم خراب تھا۔ اس لئے برطانی طیارے جرمنی پر دور دور تک نہ جاسکے۔ صرف ڈنکرک پر حملہ کیا گیا دشمن کے ہوائی جہازوں نے جنوب مشرقی انگلستان اور لنڈن پر کافی سرگرمی دکھائی۔ ۱۰ مئی کے بعد لنڈن پر یہ پہلا شدید حملہ تھا۔ ایک نسبتی میں زیادہ نقصان ہوا۔ جہاں دس بم گرے

لنڈن ۲۸ جولائی۔ معلوم ہوا ہے کہ مالٹا پر ایک ہوائی لڑائی میں بحیرہ روم کے اطالوی ہوائی بیڑے کا کمانڈر مارا گیا۔

شملہ ۲۸ جولائی۔ افریقہ کی لڑائیوں میں ہندوستانی فوجوں کا جو نقصان ہوا ہے۔ اس کی فہرست شائع کر دی گئی ہے۔ دسمبر ۱۹۴۰ء سے ۸ جولائی ۱۹۴۱ء تک ہندوستانی فوج کے ۷۲۴۶ آدمی ہلاک یا مجروح ہوئے ہیں۔ ان میں سے جو مارے گئے۔ ان کی تعداد بہت تھوڑی ہے۔ اندازہ ہے۔ کہ مرنے والوں اور زخمیوں میں ایک اور $5\frac{1}{2}$ کی نسبت ہے۔ بہت سے زخمی اچھے ہو کر اپنی ڈیوٹی پر واپس بھی جا چکے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں دشمن کا نقصان بہت زیادہ ہے۔ صرف کیرن کی لڑائی میں اس کے ساٹھ ہزار آدمی ہلاک یا زخمی ہوئے اس کا کل نقصان دو لاکھ تیرہ ہزار ہے۔ اس میں وہ سپاہی شامل نہیں جو حبشہ کی لڑائیوں میں مارے گئے۔ گزشتہ جنگ میں میسوپوٹیمیا کے محاذ پر ہندوستانی فوج کے ۱۳۸۱۲ آدمی ہلاک یا زخمی ہوئے تھے۔

شملہ ۲۸ جولائی۔ سیرینیکا میں جو بارہ سو ہندوستانی (وائسرائے کے کمشن یافتہ) افسر اور سپاہی پکڑے گئے ہیں۔ اگلے ہفتہ تک ان کی فہرست شائع ہو جائے گی۔ اور اس طرح ان کے متعلقین کو ان کی خیر و عافیت کا علم ہو جائے گا۔

لنڈن ۲۸ جولائی۔ یہاں کے سرکاری حلقوں سے معلوم ہوا ہے کہ ابی سینیا میں جو بچے کھچے اطالوی سپاہی ہیں ان کو گھیر لیا گیا ہے۔ ان کی تعداد دس ہزار کے قریب ہے اور گونڈار کے علاقہ میں ہیں۔ برطانی فوج ان پر حملہ نہیں کرے گی کیونکہ جب رسد کا سامان ختم ہو جائے گا۔ تو وہ خود بخود ہتھیار ڈال دیں گے۔

لنڈن ۲۸ جولائی۔ جرمن ریڈیو نے آج اعلان کیا ہے کہ جب تک روسی طاقت کو تباہ نہ کیا جائے۔ بہت بڑے علاقہ پر قبضہ فضول ہے اسی طرح ماسکو پر پیش قدمی کا بھی کوئی فائدہ نہیں۔ یہ دراصل عوام کو تسلیاں دی جا رہی ہیں۔

چنکنگ ۲۸ جولائی۔ یہاں کے سرکاری حلقوں کا بیان ہے۔ کہ جاپان نے سیام کو اپنے مطالبات پیش بھی کر دیئے ہیں۔ سیام تھائی لینڈ میں چاول۔ ربڑ اور ٹین بکثرت ہوتا ہے۔ اس لئے جاپان کی آنکھیں اس پر لگی ہوئی ہیں۔

لنڈن ۲۸ جولائی۔ آسٹریلیا کی حکومت نے جاپان کے سرمایہ کی ضبطی کے علاوہ یہ بھی حکم دیا ہے کہ جاپان انڈوچائنا اور چین میں کوئی مال بھیجنے کے لئے حکومت سے خاص اجازت حاصل کرنا ضروری ہوگا۔ گویا جاپان کی اقتصادی ناکہ بندی کر دی ہے۔ آسٹریلیا کے وزیر اعظم نے ایک بیان میں کہا کہ جاپان کو ہندچینی کے اڈوں کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ اس نے وشی سے یہ خواہ مخواہ چھین لئے ہیں۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر الفضل قادیان سے شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی